# تصویر وفا

یا

# رومن دلربا

عرف

## یہودی کی لڑکی


حسب فرمائش

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب

پبلشرز چوک متی - لاہور مطبوعہ مشہور پریس لاہور بیرون شیرانوالہ گیٹ

# باب پہلا　پردہ پہلا

## راستہ

(بارہ سہیلیاں حمد خدا گاتی ہوئی کھڑی ہیں)

**گانا سہیلیاں۔**

توہی ہے اعلیٰ تو بحر و بر میں گلشن میں ہے شان تیری۔ داتا عالی۔ سب کا والی۔ تیرے گن گائیں کوئیلیا۔

داتا آن بان ہے۔ نرالی تیری ہر کوپل میں۔

گل میں چمکے نور تیرا۔

(گانے کے بعد سہیلیوں کا جانا۔ لوگوں کا دربار میں آنا)

یہودی نمبر ۱۔ افسوس دوستو۔ جب سلطنت کا وارث رعایا کا بادشاہ ہی عزت کے درپے آزار ہو۔ تو رعایا کی زندگی کیوں نہ دشوار ہو۔

نمبر ۲۔ سچ ہے۔ متعصب۔ کینہ ور۔ ظالم۔ جابر۔ یہ تمام خصلتیں بدوش عذرا میں پائی جاتی ہیں۔

نمبر ۳۔ مگر اس میں بادشاہ کا کیا قصور ہے۔ یہ تو کارکنان سلطنت کا فتور ہے۔

نمبر ۴۔ ظالم ظالم۔ سولہ سال سے یہودی قوم پر ظلم ظالم دشمنوں نے بچہ جوان بوڑھے اور عورتیں کس بیدردی سے تہ تیغ بے دریغ کیں۔

نمبر ۳۔ سچ ہے۔ بالکل سچ ہے۔ خدا اس کا بدلہ لیگا۔ وہ وقت بھی آ جائے گا۔

عذرا۔ ضرور آئیگا۔ نوجوان دوستو ضرور آئے گا۔

سب - بزرگ دوست آداب -

تسلیم

عذرا - ہائے مجھے وہ وقت یاد ہے - کہ جب ظالم پرویش نے میرے سلام نہ کرنے پر میری شیر خوار ننھی بچی کو مرحومہ کی گود سے زبردستی اٹھوا کر آگ میں جلا دیا تھا -

نمبر ۲ - ستم ہائے کیا ستم - اس معصومہ کی دبی ہوئی فریاد اس منحوس دنیا اور بادشاہت کو برباد کرے گی -

نمبر ۵ - ضرور کرے گی - مگر ظالم گو خداوند عالم کی طرف سے ڈھیل ہے یہ اس کے رحم اور سب بے نیاز ہونے کی دلیل ہے -

نمبر ۳ - ہاں دوستو سنا ہے - کہ کل رومیوں کے بادشاہ کے نوروز کا دن ہے عیش و مسرت کا حکم اور غم و فکر کی قدغن ہے -

نمبر ۵ - اور بیمار و بلی بھی بند رکھنے کا حکم ہے -

عذرا - نہیں نہیں ہم اپنا کاروبار کبھی بند نہ کریں گے - بلکہ ماتمی لباس پہنیں گے جس طرح ہماری بربادی کر کے ظالموں نے ہمارا دل دکھایا - ہم بھی اُن کا دل دکھائیں گے -

نمبر ۲ - دوستو خاموش - دیوار ہم گوش دارد ایسا نہ ہو - کہ انتظام میں فرق آئے - مارشل لا جو یہودی قوم کی بربادی کا آلہ ہے - وقت سے پہلے استعمال کیا جائے -

عذرا - چلو اپنے کاروبار کی طرف چلو اور اپنے خدا کے بزرگ کی درگاہ میں ظالم پرویش کی بربادی کے لئے دعا مانگو -

سب - خدا ایسا ہی کرے -

(سب کا جانا)

منادی والا۔ اے باشندگان روم۔ تم کو تاجدار مذہبی کونسل کا حکم ڈھنڈورے کی بلند آواز کے ساتھ سنایا جاتا ہے۔ کہ آج چونکہ رومن دیوتاؤں کا مقدس روز ہے۔ اسلئے روم کے قانون کے مطابق ہر جگہ جشن عام ہو۔ ہر صحبت میں ہنگامہ بادہ و جام ہو۔ تین شبانہ روز تک تعطیل ہو۔ ہر کام میں التوا ہو۔ ہر منادی مد نظر ہو۔ جو شاہی کونسل کے خلاف عمل میں لائے گا۔ وہ روم کے قانون کے مطابق زندہ آگ میں جلا دیا جائیگا۔

ایک شخص۔ اچھا او میاں منادی والے۔ یہ تو کہو کہ تین دن تک کام کاج بند رکھ کے جشن منانے کا حکم صرف دیوتا کی پجاری قوم یعنی رومن لوگوں کے لئے ہے۔ یا پارسی عیسائی یہودی ان سب کے واسطے ہے۔

منادی والا۔ نہیں یہ حکم خاص نہیں بلکہ عام ہے۔ یہودی عیسائی پارسی سب کو تین دن کی مدت قابل احترام ہے۔

ایک شخص۔ مگر جو لوگ ہمارے دیوتاؤں کو مانتے ہی نہیں۔ وہ کیونکر جشن منائینگے

منادی والا۔ نہ منائینگے۔ تو رومن قوم کے دشمن قرار دیکر زندہ ہی آگ میں جلا دئے جائینگے۔

سب۔ ہرے۔ ہرے۔ ہرے۔

(سب کا جانا۔

رومن افسروں کا داخل ہونا)

کنسٹینٹس۔ آج کے دن یہ شور و شر کیسا۔ عین عبادت میں یہ ضرب کیسا۔ یہ کیسی کھٹا کھٹ کی آواز ہے۔ یہ کون فتنہ ساز ہے۔

دوسرا سردار۔ یہاں پاس ہی ایک یعنی عیسائی کا کارخانہ ہے۔

کنسٹینٹس۔ کیا ڈھنڈھورے کی آواز اسکے مکان کے دروازوں اور کھڑکیوں سے ہو کر اس کے کان تک نہیں پہنچی۔ کیا اس نے ہمارے شہنشاہ اور ہمارے مذہبی کونسل کا حکم نہیں سنا۔

سردار نمبر ۳۔ نہیں حضور ضرور سنا ہوگا۔ مگر یہ کمترین یہودی ہمارے رومن دیوتاؤں سے قلبی خصومیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے ہمارے کسی حکم کی پرواہ نہیں رکھتے ہیں۔

کنشیش۔ آہ دیکھیے خدا پر بھروسہ رکھنے والے کافر سے یہ حرکت ہم سے اور ہمارے مذہبی حکم سے یہ نفرت۔ جاؤ اور اسے ڈاڑھی سے پکڑ کر منہ پر تھوکتے ہوئے یہاں لے آؤ۔

(یہودی کو پکڑ کر لانا)

سردار نمبر ۲۔ سجدہ :

یہودی۔ کسے سجدہ ؟

سردار نمبر ۲۔ اس عالیشان کو۔

عذرا۔ اس فانی انسان کو۔ ہم سجدہ کرتے ہیں اپنے رحمان کو ؎

کٹے سر کے اڑجائیں پیڑ کر نہ جھکے گا۔
آگے کسی انسان کے یہ سر نہ جھکے گا۔

کنشیش۔ صاحبو! سنیں تم نے باتیں خصومت کی
یہ سراسر توہین ہے رومن حکومت کی

عذرا۔ اگر یہ حکومت ہے تو حکومت کس کام کی۔ یہ الضافت کی بہادری کس نام کی تم نے اگلے وقتوں میں ہماری قوم پر جو جو ظلم کیے ہیں۔ وہ اس دل پر خون کے حرفوں سے لکھے ہوئے ہیں ؎

ہمارے سر پر سرداروں سے ستم توڑ جائے گئے
جو اپنے حبیب تھے قوت کے تیر چلانے لگے
تمہیں سوچو کہ ہمیشہ ہمیں ستائے گئے
ہمیں ہیں جو کہ تمہارے ستم اٹھائے گئے

سردار۔ یہ ہمارے دیوتاؤں کا سخت دشمن ہے۔

عذرا۔ ہم کسی کے دشمن اور نہ بدخواہ۔ تم اپنی راہ اور ہم اپنی راہ سے

ہر ایک اپنے مذہب کا دور بین خود ہے
عیسے بین خود ہے موسے بین خود ہے

سردار۔ ہمارا خدا عیاں ہے۔ مگر تمہارا خدا کہاں ہے۔
عذرا۔ ہمارا خدا یہاں ہے۔ وہاں ہے۔ محیط زمین مدار آسماں ہے۔
سردار۔ خدا اگر ظاہر نہیں۔ برملا نہیں ہے۔ تو کچھ نہیں ہے۔
عذرا۔ خدا ہی سے ہے خدائی ساری۔ خدا نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے۔

(راحیل کا داخلہ)

راحیل۔ کیا ہوا ابا۔ اے نیک حاکموں۔ ہماری کیا خطا ہے۔ کیا قصور ہے۔
کنشیش۔ خاموش اے سرزنش سزا اندازہ۔ ابھی یہ آواز کیسی تھی۔
راحیل۔ ہمارے کام کاج کی تھی۔ اور کیسی آواز تھی۔
کنشیش۔ کیا آج کا دن کام کاج کے لئے امتناع عام نہ تھا۔
عذرا۔ تمہارا امتناع عام خدا کا حکم نہ تھا۔
کنشیش۔ کیا ہمارا مقدس روز ہنگام بادہ و جام نہیں۔
عذرا۔ ہمارے یہاں بادہ و جام کا نیک انجام نہیں ہے

نہ شوق بادہ رکھتے ہیں نہ ذوق جام کرتے ہیں
خدا کا نام جپتے ہیں اور اپنا کام کرتے ہیں

کنشیش۔ صاحبو! سنیں آپ نے باتیں خصومت کی
یہ سراسر توہین ہے روش حکومت کی

عذرا۔ آگ جب لگتی ہوئی چنگاری پائے گی۔ تو ضرور جوش کھائے گی ہے

دل میں پیش ز ور نہ ہو لب پر فغان نہ ہو
ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو

کنشیش۔ یہ تو پہلی چھیڑ ہوتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

راحیل۔ پیارے ابا غم نہ کھاؤ۔ اے روحن سردار۔ میں تمہاری کنیز بنوں گی۔ خطِ غلامی لکھ دوں گی۔ ہمارا گھر لو۔ مگر ہماری جانیں بخش دو۔ رحم کو کام میں لاؤ۔

کنشیش۔ جان تجھی نہ بچے گی اس بوڑھے بدذات کی۔ اب خیر نہیں اس بدزبان کی۔

راحیل۔ جوانی کا قطرہ انگلی کے سرے پر آرہا ہے۔ اور آپ بیچارہ چپا بیٹھا ہے اُسے خاک میں ملا کر گنہگار نہ بنو۔ ستم کے سردار رحم کرو۔

کنشیش۔ تیری التجا بیکار ہے۔ بیگناہ کا سر آپکا سردار ہے۔ لے جاؤ اور اسے کھولتے ہوئے تیل کے کڑاہ میں ڈال کر قعرِ عدم کو پہنچا دو۔ لے جاؤ۔

عذرا۔ بیٹا ظالم کی نگاہوں میں رحم کی جھلک نہیں ہوتی جیسے دیکھو سانپ کی آنکھ میں پلک نہیں ہوتی ہے۔

کنشیش۔ بس چپ کراؤ اس بڑھیا کو۔ اور لے جاؤ۔ آگ میں جلانے کو۔ جان سے مٹانے کو۔

راحیل۔ (روحن سردار سے) اے رحم کے دشمنو۔ اس قدر سخت دل نہ بن جاؤ۔ للہ رحم کھاؤ ؎

رحم کا ساماں کیا ہوتا نہیں خونخوار میں
آگ بھی موجود ہے پانی بھی ہے تلوار میں
چھوڑ دو شعور رحم کے ساماں کا سامنا
اک دن تمہیں بھی کرنا پڑے گا ان کا سامنا

راحیل۔ (عذرا سے) پیاری بہن میں نے سنا ہے کہ روحن دیوتا بہت رحمدل ہوتے ہیں۔ پیاری آئیے ابا ادھر۔ اور ان کے دیوتاؤں کے دروازہ میں پناہ لے کر جان بچاؤ۔

عذرا۔ نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا میں ان کے مذہب کے خلاف جو ظلم کرتے جاؤں ان کے دیوتاؤں کی پناہ پر بھاگ کر جان بچاؤں ؎

دنیائے چند روزہ کی خواہش فضول ہے
ایسے ذلیل جینے سے مرنا قبول ہے

کنشیش۔ بس لے جاؤ۔ لے جاؤ۔
راحیل۔ نہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔
کنشیش۔ نہ ہوگا۔ اچھا نہ سہی لے جاؤ۔ دونوں کو سزا دو۔ اس یہودی کے ساتھ اس لڑکی کو بھی جلا دو۔
عذرا۔ ارے نہیں۔ اس پر ستم نہ مچاؤ۔ اس دن کو بھی یاد کرو جب تمہاری پیکر کھلانیوالی بتیس دانتوں کی چکی اس بے وفا سے جدا ہو جانے کی۔ جب اس دروازے والے مکان کے دربانوں پر لائے ناتوانی آئیگی۔ میں اب تک پتھر تھا۔ اب پانی ہوں۔ گدا لئے مہربانی ہوں سب مجھے مار و جلاؤ۔ مگر اس پر رحم کھا
کنشیش۔ مجرموں پر ترس کھانا قانون کے خلاف ہے۔ ایسے سرکشوں کا مارا جانا بہترین انصاف ہے۔
عذرا۔ ایک معصوم کی جان کو جان نہیں۔ اچھا کچھ پرواہ نہیں۔ کوئی اندیشہ نہیں۔ بیٹا چلو اور مردانہ وار موت کا مقابلہ کر موت کیا ہے اس سفر سے اپنے گھر جانا ہے۔ پھر لو او ستم شعار اس ناحق خون سے اپنا دامن بھر لو۔ اس گوسالے کی دلالی سے اپنے ہاتھ منہ کالے کر لو۔
کنشیش۔ لیجاؤ۔ بس فوراً لے جاؤ۔

(مارکس کا آنا)

مارکس۔ ٹھیرو اور سپہ دار دشمن سردار ٹھیرو
راحیل۔ پیارے مارکس بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ ورنہ یہ جنونی تمہیں بھی یہودی سمجھکر مار ڈالیں گے۔
مارکس۔ پیاری بے پرواہ رہو۔ یہ ہمارا کچھ نہیں کر سکتے۔

ہو گی اماں نہ اس دم شمشیر سے دم کی
دم میں یہ دکھائے گی انہیں راہ عدم کی
تلوار نہیں پیک اجل کی یہ چھری ہے
دوزخ کی زبانوں سے بھی آگ اس میں بھری ہے

کنشیش۔ کیوں دیر لگا رہے ہو۔ لے جاؤ۔
مارکس۔ معاف کر۔ اے رومن سردار معاف کر۔
کنشیش۔ کسے؟
مارکس۔ اسے۔
کنشیش۔ کس لئے۔
مارکس۔ اسلئے کہ یہ تمہارے قدموں کے آگے گرا ہوا ہے۔ اور گری دیوار پر چڑھ کے کودنا مردانگی نہیں۔ اسلئے ہٹ جاؤ۔ اسے نہ ستاؤ۔
کنشیش۔ یہ حماقت کس کے لئے۔ اس خود سر یہودی کے لئے ہمارے دین کے دشمن کے لئے۔
مارکس۔ یہودی ہو یا عیسائی۔ یورپ کا باشندہ ہو یا ایشیائی۔ بد ہے یا نیک ہے۔ مگر خدا کے رحم و کرم کی نظر سب پر ایک ہے۔
کنشیش مجرم کا حمایتی بھی مجرم ہوتا ہے۔ اسے بھی باندھ لو۔ دیر نہ کرو۔
مارکس۔ بد بختو۔ پھر اودر۔ بھالے پیچھے جھکا لو۔
کنشیش۔ کس کے حکم سے۔
مارکس۔ میرے حکم سے۔
کنشیش۔ تو کون ہے ذلیل ناکس۔
مارکس۔ ادھر دیکھو۔
کنشیش۔ کون شہزادہ مارکس
مارکس۔ چپ۔

یہودی کو پکڑ کر ایک آدمی لیجانا چاہتا ہے
ایک لڑکی حیران و پریشان کھڑی ہوتی ہے
شہزادہ سب کی طرف غضب کی نگاہ سے
دیکھتا ہے۔ اور منع کرتا ہے

# باب پہلا پردہ چوتھا
## مکان

گھسیٹا۔ ہت تیری۔ اے بی سی ڈی کی قسمت میں خدا۔ ہمارا نصیبا آج کل سکندر کی جوتی کے ساتھ مل گیا۔ اب کسی سے کلام بھی نہیں کرتا ہوں اور سلام بھی لیتا ہوں تو سر کے اشارے سے اب پوچھئے کیوں؟ اس کا کیا سبب ہے۔ اسلیئے کہ میں پہلا گھسیٹا حجام نہیں رہا۔ ایک دم ڈاک منشی ہو گیا ہوں۔ او ٹائم از اوور۔

### گانا

نائی سے ٹائی لگا کر بنا ہیں کیسا جنٹلمین۔ چھوڑی ہے ویسی لائن
مجھ سے ڈرتے ہیں۔ اب پوسٹ میں وا دو وا
جس کو ایک بار میں ہو متری تھا و زندہ حکم۔ اسی ملک کو جناؤں اپنی میڈم
تاکہ کہلاؤں میں جنٹلمین۔
پہلے کنجڑے چمار بھی کہتے تھے باربر
اب مجھے اچھے کہتے ہیں وہی پوسٹ ماسٹر
دیکھو استرے کی صفائی کیا ہے رسائی
رومن سپو فاسٹل کی خبر کیا نئی وائی
پوسٹ ماسٹر کے عہدوں پر ہوں یا پیٹ نائی سے ٹائی

# باب پہلا ڈاک خانہ پرزہ پانچواں

گھسیٹا۔ اچھا اب پارسلوں کی قیمت جمانی چاہیئے۔ اور سرکاری رقم کی بڑھائی چاہیئے۔ ۳۔۳۔۳۔۳۔۶۔۶۔۶ اور چھ بارہ بارہ کا ایک آنہ۔

(چپڑاسی کا آنا)

چپڑاسی۔ بابو جی دو گڑبیں آیا ہے۔

گھسیٹا۔ ہیں گڑبیں کیا بکتا ہے اُلو۔

چپڑاسی۔ ارے بابو جی آپ سے دو گڈ بیں ملنا چاہتا ہے۔

گھسیٹا۔ ارے کیا جنٹلمین جنٹلمین۔

چپڑاسی۔ ہاں ہاں وہی گڑمین گڑبیں۔

گھسیٹا۔ ارے ڈائر ان سے بولو۔ کہ بابو اس وقت ولایت کی ڈاک دیکھتا ہے۔

چپڑاسی۔ ارے پرودہ تو یہ کھڑے ہیں وہ آگئے۔

جنٹلمین۔ کیوں صاحب ہم آسکتے ہیں۔

گھسیٹا۔ کبھی نہیں۔ آپ کو کمرے کے اندر بغیر اجازت کے نہیں آنا چاہیئے۔

دوسرا۔ مگر جب سے اجازت منگائی۔ اُسے تو آپ نے وعظ سنائی۔ کچھ پوچھنا ہو۔ تو کس سے پوچھا جائے میرا بھائی۔

گھسیٹا۔ انکوائری آفس کا پتہ نکالو۔ ہیڈ آفس کا دروازہ کھٹ کھٹاؤ۔ ہمارا سر نہ کھاؤ۔ لُلو دیوانہ۔

پہلا۔ مگر یہ ڈاکخانہ ہے۔ پاگل خانہ۔ یہاں آدمی رہتے ہیں یا جانور۔

گھسیٹا۔ جانور کا بچہ۔ تجربے کے موافق۔ ہم کیا تمہارے واسطے بیکار بیٹھا ہے۔ بیس میں چھ چھبیس۔ ۲۶ اور ۲۶ باون۔ باون کے چار۔

دوسرا ۔ اجی میں مارتا ہوں اُتار کر ایک پیزار ۔
پہلا ۔ ٹھیرو تو یار ۔ واجی سرکار ہم گولڈ اسٹون اینڈ کو کے ایجنٹ ہیں ۔ ہم نے کچھ مال بھیجا تھا ۔ اس کی رسید نہیں آئی ۔
گھسیٹا ۔ رسید نہیں آئی تو کیا میں گولڈ اسٹون کا چچا ہوں ۔ جو یہیں سے تمہیں رسید کاٹ دوں ۔
پہلا ۔ شاید کوئی چٹھی اس وقت کی ڈاک سے ۔
گھسیٹا ۔ چٹھی آ ئیگا ۔ تو تمہارے گھر پر ملجائیگا ۔ ہم کیا جانتا ہے یو ایڈیٹ ۔
دوسرا ۔ ہیں ایڈیٹ ۔ ایڈیٹ تو اور تیرا باپ ۔ پبلک کا نوکر ہو کر ایسی گستاخی آخر کو ہے نا پاجی ۔
گھسیٹا ۔ ہیں ہیں پاجی ۔ ابے ڈاک منشی پاجی نکل جاؤ ۔ چلے جاؤ ۔ ایک سرکاری ملازم اور سرکاری کام ۔ اگر میرے جیسا دوسرا ہوتا ۔ تو مداخلت بیجا کا دعویٰ کر دیتا ۔ وہ نوں پاجی کے بچوں کو ابھی ابھی جیلخانہ کرا دیتا ۔ چالیس بالیس اور آٹھ پچاس ۔ پچاس کا صفر ۔
پہلا ۔ واہ صاحب واہ بے شک اپنے بھائیوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا چاہیے آیئے صاحب آیئے ۔
گھسیٹا ۔ اکیس چھبیس ستائیس اور تین تیس ۔
دوسرا ۔ افسوس قانون اجازت نہیں دیتا ۔ اگر ہمارے بدلے کوئی دوسرا ہوتا ۔ تو لمبے نوٹ کی ٹھوکر مارتا ۔ اور بابو صاحب کا حلیہ بگاڑ دیتا ۔
گھسیٹا ۔ ابے جا جا تجھ جیسے جتیس پھرتے ہیں کم بخت جنٹلمین بنتے ہیں ۔ لیکچر بازیاں کرتے ہیں ۔ پارٹیاں بناتے ہیں ۔ ڈیم لیار نر ۔ ترپن ۔ ترپن اونسٹھ ۔ اکاسٹھ ۔ باسٹھ ۔
خریدار ۔ ٹکٹ ٹکٹ ۔ بابو جی ٹکٹ ۔
گھسیٹا ۔ چھیالیس ۔ سنتالیس ۔ اونچاس ۔ پچاس ۔

گھسیٹا۔ ارے واہ نہ پیٹ میں تھاپ نہ منہ میں دانت۔ اور ابھی تک ہے بڑھیا کو جوانی کا الاپ۔ مگر تجھے کام کیا ہے۔ اے نیک بخت۔

بڑھیا۔ ہیں نیک بخت ایک جوان عورت کی ایسی توہین سخت موئے نیک بخت ہوگی تیری اماں تیری بہن تیری ہوتے سوتے لو اور سنو تو مجھ کو نیک بخت کہتا ہے۔

گھسیٹا۔ ارے تو کیا کہوں بی مغلانی کمبخت یا بدبخت۔

بڑھیا۔ ارے بھائی کیوں نہیں کہتا جانی۔

گھسیٹا۔ ارے واہ رے نانی۔ لو بڑھیا سٹھیا گئی ہے۔ باولی ہو گئی۔ ارے یہاں پر تو ہے ڈاکخانہ۔ یا تیرے بڑھاپے کے عاشقوں کا دیوانخانہ۔ تو یہاں کیوں آئی۔

بڑھیا۔ ارے آئی ہوں اپنے پوڈر کا پارسل لینے۔ اوئی مجھ نگوڑی کا تو آج کئی دن سے سنگھار نہیں ہوا۔ میں حیران ہوں۔

گھسیٹا۔ واہ وا رے تیرا سنگھار۔ تجھ پر خدا کی مار تن پہ نہیں لتہ۔ پان کھاؤں البتہ چل نکل پارسل آئیگا۔ تو تیرے منہ پر مارا جائے گا۔

بڑھیا۔ موئے بدزبان تجھے اپنی ایڑی چوٹی پر کروں قربان۔ نہ زیادہ بکواس لگائے گا۔ تو جوان عورت سے چھیڑ خانی کا مزا پائیگا۔ ہتک عزت کی نالش کروں گی۔ ٹانگ میں رسی باندھ کر گلی گلی کوچہ کوچہ پھیروں گی۔ ذلیل کروں گی۔

گھسیٹا۔ غضب غم۔ غصہ۔ آفت۔ میں ڈاک منشی کیا ہوا کہ ایک عذاب میں پھنس گیا۔ کمبخت نے میرا کلیجہ چاٹ کر مجھے دیوانہ بنا دیا۔

گانا۔ ڈاک منشی میں کیا بنا۔ آفت زحمت میں پھنس گیا۔
کوئی کہتا ہے لاؤ ٹکٹ۔ کوئی ڈنڈا مارے کھٹ پھٹ۔
کیسا ہوا اے لیلا میرا۔ آفت زحمت میں پھنس گیا۔
اب جو کوئی آکے کرے مجھ سے بات۔ سر پھوڑ کے اس کا توڑ ڈالوں ہاتھ

بھی رات سیٹھ میرا بھی قتل ہو گیا۔

---

# باب پہلا پردہ چھٹا

## عبادت گاہ

### گانا یہودیوں کا

اے خداوند قدس برتر - اپنے بندوں پر بھی ایک نظر کر۔
ہم ہیں عاصی پر معاصی تیری رحمت کے امیدوار
ہیں بھکاری تیرے در پہ آئے ہیں تیری چوکھٹ پہ سر جھکائے ہیں
پریشان غرق معاصیاں - تیری رحمت لگائیگی پار

### نثر

عذرا - بھائیو اسے سر پر چڑھاؤ - اور آداب احترام سے کھاؤ۔

مارکس - میں رومن ہو کر یہودیوں کی نذر نیاز کھاؤں نہ بابا - میں یہ ہرگز نہیں کھاؤں گا۔

راحیل - ہیں ہیں - یہ نے کہا یار اگر شیشہ لے لب تک نہ لگایا - اور اس نے پھینک دیا۔ یہ کیا اسرار ہے

کیا مخالف کو دیا - کیا صاحب کیں کو دیا
ہائے ہم نے اپنا دل کیا دشمن دیں کو دیا

عذرا - بھائیو اپنی جلاوطنی کا قریب اب زمانہ ہے - حکم حاکم سے اسی مہینے بعد ہمیں پیارا وطن چھوڑ جانا ہے - اس لئے

رہنا اس انجمن میں باہم اتفاق سے
سب کے خزانہ بھرا قدم اتفاق سے
آئیگا ہم کو چھٹکارا جو اس بزم پاک میں

اُس کو خدا کا قہر ملا دے گا خاک میں

مارکس۔ اگر یہ مجھے اس وقت پہچان جائے۔ تو اس دل دیوانہ کی بدولت میری جان جائیگی۔

(جانا چاہنا۔ اندر سے آواز آنا)

آبا بجھا دو۔ سب قندیلیں بجھا دو۔ رسم کے آثار چھپا دو۔

عذرا۔ کون ہے یہ برا ایسے وقت کا آنے والا۔

جوشر۔ (اندر سے) شاہی آدمی ضروری کام پر۔ کھولو دروازہ شاہ ٹائٹس کے نام پر۔

عذرا۔ شاہی آدمی! جاؤ سب کے سب چور دروازے سے نکل جاؤ۔ جلد اپنی جان بچاؤ۔ (سب کا جانا)

مارکس۔ کیا میں بھی جاؤں۔

عذرا۔ نہیں تم ایسے نازک وقت میں نہ جانا۔ کوئی آفت آجائے تو مجھے بچانا۔

راحیل۔ (علیحدہ) یہ خلل بھی فائدے سے خالی نہیں۔ آج میں نیاز کی سدڑی کا عہد اس سے لئے بغیر اس کو زنہار چھوڑنے والی نہیں۔ (ظاہرا) منتشر کر جانا۔ خبردار پتہ بتانا۔

(جانا)

مارکس۔ کیسی کڑی نگاہیں۔ کیا تاڑ تو نہیں گئی۔

شاہ سے جو ستم گر نے بنایا مجھ کو ۔۔۔ کس مصیبت میں مرے دل نے پھنسایا مجھکو
قصد کرتا ہوں جو اس جا سے کہیں جانیکا ۔۔۔ دل یہ کہتا ہے کہ تو جا میں نہیں جانیکا

گانا

عجب جان الجھن میں میری پڑی ہے ۔۔۔ کہ زلفوں کی لپٹ پڑتی ہے جھکڑی سے
اجل ہی ہاتھوں سے نکلے گی آخر ۔۔۔ جو تیر نگاہ میرے دل میں گڑی ہے
نظر ملتے ہی زلف پیچاں میں الجھا ۔۔۔ مرے پاؤں میں کیسی بیڑی پڑی ہے
نہ رہنے کی ہمت نہ جانے کا یارا ۔۔۔ مرے سر پہ کیسی یہ آفت پڑی ہے

قبر میری ٹھوکر سے ہوا کر کے کہا کیسی رستے میں ڈھیری پڑی ہے

## نثر

عذرا۔ آیا۔ شاہزادی باشان و شوکت

مارکس۔ ہیں کون ڈلیہ میری منگیتر ۔ ع

اب اس سے میں کہاں بھاگوں ۔ کدھر چپکا چلا جاؤں

زمیں پھٹ جائے تو اے آسماں تا میں سما جاؤں

عذرا۔ آئے نشان والا جاہی ۔ کیا ہے فرمان شاہی

ڈلیہ۔ کار خاص ہے ۔ کون یہ شخص بے شار ہے ۔

عذرا۔ غلام کے کارخانے کا کاریگر آزمودہ کار ہے ۔

ڈلیہ۔ جو دیکھو تو اس کی صورت پیارے مارکس سے ملتی ہے ۔

مارکس۔ افسوس ہے مجھے پہچان جائے تو اس دل دیوانہ کی بدولت میری جان جائے ۔

ڈلیہ۔ تمہارے پاس نولکھا ہار ہے

عذرا۔ جی جناب وہ تیار ہے ۔

ڈلیہ۔ لاؤ میں دیکھوں تو سہی ۔ کہ وہ ہار میرے عیبلے انفس مارکس کی صراحی دار گردن کا سزاوار ہے ۔

مارکس۔ اے کاش اسے خبر ہوتی کہ بوالہوس مارکس کے گلے کا ہار کسی دوسرے ہی کی ذلفوں کا تار ہے ۔

عذرا۔ تو ہار لاؤں ۔

ڈلیہ۔ ہاں لاؤ ۔ جلد لاؤ ۔

مارکس۔ جناب میں جاؤں ۔

عذرا۔ نہیں ۔ تم یہیں رہو ۔

مارکس۔ ع ہائے کیسے پھنس گئے کس پیچ کے پالے پڑے

کھل گئی قلعی اگر تو جان کے لالے پڑے

ڈلیسیہ۔ جونہی میں اس جوان یہودی سے بھی ایک کام ہواؤں گی۔ یعنی پیارے مارکس
کے نام کا ایک مونوگرام ہواؤنگی۔ ذرا ادھر تو آنا بھائی۔

مارکس۔ کمبختی آئی۔

جوزف۔ چلے آؤ۔ چلے آؤ۔ شہزادی بلاتی ہے۔

ڈلیسیہ۔ تمہیں نقاشی آتی ہے۔ (اشارے سے انکار) کیوں یہ تیرا ہنر فاتی ہے
(اشارے سے انکار) او باغ سکوت کے بوٹے کچھ منہ سے بھی
پھوٹے ؎

یہ نگاہیں شرمگیں یہ آنکھ شرمائی ہوئی — ہے تو شکل یار لیکن کیسی مرجھائی ہوئی

راحیل ؎ یہ ہے نظر حسرت زدہ یہ آنکھ للچائی ہوئی
کیا میرے دلدار کی یہ بھی تمنائی ہوئی

عذرا ؎ یہ بھی گھبرایا ہوا۔ اور وہ بھی گھبرائی ہوئی
دونوں پہ کھیاں تحیر کی گھٹا چھائی ہوئی

حضور ایسا یہ ہار

ڈلیسیہ۔ بیشک یہ ہار پہار ہے۔ راسے کل دربار میں لانا۔ منہ مانگے دام لے
جانا۔ کل یہ ہار اپنے نوبہار کو پہناؤنگی۔ اور اس کی گردن آبدار کا
ہار بن جاؤں گی ؎

دل توڑ کے دل اس کا مسخر بناؤنگی
یہ گھر بگاڑ ڈالوں گی۔ وہ گھر بساؤں گی

مارکس ؎ اس طرح کی باوفا سے بیوفائی تو نے کی
اے دل ناداں کیسی یہ کج ادائی تو نے کی

ڈلیسیہ۔ عذرا اس ہار پر میرا اور میرے پیارے مارکس کا نام اس کاریگر سے کھدوانا اچھا ہوگا

مارکس ؎ شکر ہے آج بچی جان بڑی مشکل سے
میری مشکل ہوئی آسان بڑی مشکل سے

راحیل۔ منشیہ تمہارا پیار خاک سر ہے۔
مارکس۔ راحیل میرا پیار الفت کا مجرب ہے۔
راحیل۔ کیا یہ کوئی طلسماتی گل کھلا ہوا ہے۔
مارکس۔ پیاری تم سے دل ملا ہوا ہے۔
راحیل۔ پھر تم رومنوں سے کیوں ملے ہوئے ہو۔
مارکس۔ کیا رومنوں سے مجھے کوئی لگاؤ ہے۔
راحیل۔ بلکہ اُنپر تمہارا دباؤ ہے۔

سہ

سرجوتھا۔ اب وہ دشمن ہے تمہارے سامنے
اب ترے میٹھے سخن ہیں ہم کہاں سے سامنے

مارکس سہ
سر خطا گر ہی سمجھتی ہو۔ تو وہ ہم کو سزا
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

راحیل سہ
آہا کھڑے ہیں کیا بچارے بنے ہوئے
گویا ہیں ہر طرح سے ہمارے بنے ہوئے

مارکس سہ
ہے کون اس جگہ میں میری جان تمہیں تو ہو
اس گھر میں اور کون ہے مہماں تمہیں تو ہو

راحیل سہ
یہ باتیں جا کر کسی ناداں سے کہو
کیا دین ہے تمہارا تم ایمان سے کہو

مارکس سہ
کہونگا سب کہونگا جو ہو تم کو بتا دونگا
تم آنا باغ میں کل رات کو میں سب بتا دونگا

## گانا

سیر کر کے میرا گلرو جو چمن سے نکلا مرحبا آفریں ہر گل کے دہن سے نکلا۔
ڈوب کر آدمی دریا سے ہزاروں نکلے غرق ہو کر کوئی چاہ ذقن سے نکلا
جادو بھری نینان یہ جانان سنبھال قتل کرینگے دیکھیں کے جدہر کو پیاری

بگینا ہوں کو کروت حلال۔

راجیل۔ خنجر ابرو سے دلبر نے دلیے ٹوچ کے ہوتے۔ وہ ٹکڑے میں دل کے
آن بان تیری وللار۔ بار بار دل نثار کو کرتی ہے پامال۔

# باب پہلا کوبک محل پردہ ساتواں

## گانا چمپا

اُٹھتی جوانی پہ جوبنا بھیو نثار۔ نیناں رسیلے متوارے پیارے موہے ابرو کٹاری
دو دو باری کٹار۔ باری عمریا۔ ترچھی نجریا۔ البیلے الغرضی لاکھوں نثار۔ ناگن
زہر لی انکھیاں کمار سندر ہے سو گھڑے ہے سنگار۔

## نثر

چمپا۔ میں کون چمپا بیلی۔ باغ جہاں میں مثل چمپیلی۔ آہ مرد کی آواز سے دل پر
تیر لگتا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں تھکن بدن میں سستی سی چھا جاتی ہے۔ اے
کیا کروں دور آتا پھول من کا۔

پھول من۔ کیوں کیوں میری جان کیوں گھبراتی ہے۔ اجی تو دیکھ جان من۔

چمپا۔ کون میرا پیارا پھول من آگیا میں اسے اس وقت نہیں کو یاد کر رہی تھی۔

پھول من۔ مجھ کو نہیں میری پیاری۔ تو تو شہزادہ کو یاد کر رہی تھی۔

چمپا۔ ہائے ہائے وہی اُجڑا امیر زادہ نگھسیٹا۔ اسی کا تمہارا رونا۔

پھول من۔ اجی اس کے لئے لمبا و تیر کا کونا۔

چمپا۔ ہے ہے وہ موا مرے بھی۔

پھول من۔ پر اس کے مرنے کا کوئی فکر کرے بھی۔

چمپا۔ میرا بس ہو تو مونے کو زندہ دفنا دوں۔

پھول من - اور جو مجھے مل جائے تو تم کے گولے سے اڑا دوں ۔
چمپا - پر کہیں مطلب نہ ہو جائے فوت ۔ کہیں بچ نہ جائے وہ لعنتی
پھول من - ارے یہ تو ہے فیشن ایبل موت ۔ جہنم تک تو پیچھا نہیں چھوڑتی
چمپا - ہائے نہ کمبخت مرتا ہے ۔ نہ طلاق دیتا ہے کہ میرا پیچھا چھوڑتا ہے ۔
پھول من - پیاری وہ آخر تمہیں کیا ستاتا ہے ۔
چمپا - ارے موا مُردوں کا چھیلا قدم شریف کا ڈپوٹ ۔ موا دم کٹا ۔ بھاندی سانی
کھاتے کھاتے اُکتا گیا ہے ۔ اس شباب پہ پھر ہاتھ مارنے چلا ہے ۔
پھول من - بیچے بیچے ۔
چمپا - بیٹے دقیانوسی دیوانی دیوانے کا اُلو اب جنٹلمین بنا ہے ۔ کسی میم سے
شادی رچانے کو پھرتا ہے ؎

دیا سلائی جو بیچتے تھے پاکر سر ننڈا ہوئے وہ صاحب بہادر بنا کر اک جھنڈا
ہوئے باغ جنتی سے کیوں نہ دل ٹھنڈا کہ مرغ شتی کا بچہ نکلتے ہی انڈا
حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

پھول من - اجی تو اس میں تمہارا کیا جاتا ہے ۔ تم ترکی مرغی کی طرح ٹہلیا کر ادھر آ جاؤ
اور یاروں کے پروں میں گم ہو جاؤ ۔
چمپا - اور کیا یہی تو ہوتا ہے آخر ۔

گانا دونوں کا

پیارا منیر جادو من پیارا ۔ مو سے موڑ نا تم سے پیار دوا ۔ ہاں ہاں
پھول من - ہاں لا دوں پیاری تو ہے میں فیشن ایبل بوٹ
چمپا - ایسے جو بنا ہے بھول بھوتی قل ۔ ہاں ہاں ۔
پھول من - ؎ کیا چاند سی تصویر ہے دل چھیننے والی ۔
ہیبت کئے دیتی ہے یہ آنکھوں کی لالی
اعضا سے نزاکت یہ نزاکت نہیں خالی

جس طرح لچکتی ہے کوئی پھولوں کی ڈالی

چمپا۔ بانکا سپیہ ڈاروں گلے بیاں۔ چھیلا موئے من بھائیو رے۔

پھولمن۔ بوسہ دے مجھے جانی یمن جو ہوا کا دانی۔ ہاں۔

(گھسیٹا دسیتا کا آنا)

گھسیٹا۔ ارر کمبخت تونے تو میرا ہاتھ ہی توڑ دیا۔

مسیتا۔ ہائے ہائے تونے تو میرا انگوٹھا ہی پھوڑ دیا۔

گھسیٹا۔ ہائے ہائے۔ اس بیوقوف کی ٹکراکری میں میرا تو تین ہزار روپیہ کا نقصان ہو گیا۔

مسیتا۔ تین ہزار۔ تین ہزار۔ ارے گدھے اتنی رقم کے لئے تو میں ابھی بھاگ بھاگ کر مر گیا۔

گھسیٹا۔ ابے گدھے کی جھول مجھے خوف ہے کہیں کہیں عمر بھر کے لئے کنوارہ نہ رہ جاؤں جس سے زندگی دشوار ہو۔ جینا بیزار ہو۔

مسیتا۔ اررر الو۔ مجھے ڈر ہے کہ اپنی بیوی کو کہاں سے پاؤں۔ ہائے بیوہ میری پیاری بیوہ۔

گھسیٹا۔ ہیں بیوہ بیوہ! ابے بیوہ کی تلاش میں تو میں بھاگا چلا آتا ہوں۔

مسیتا۔ اور ایک بیوہ کی دھن میں تو میں بھی پاگل ہو گیا ہوں۔

گھسیٹا۔ بس بس تو پھر ٹکر نمبر دو۔ مگر تیری بیوہ کا نام۔

مسیتا۔ ہیں ہیں ہیں روز گل اندام۔

گھسیٹا۔ روز روز کیا مباسے مالی۔ ارے وہ تو ہے میری دل آرام۔ بھلا وہ روز کہاں۔ ہائے روز یعنی گلاب کا پھول۔ او مائی ڈیر ڈار لنگ۔ او مائی شیٹ۔

مسیتا۔ شٹ شٹ۔ یہی تو میری معشوقہ کا نام ہے۔ او خدا۔

گھسیٹا۔ او احمق یہی تو میری معشوقہ کا اصلی نام ہے۔

مسیتا۔ ابے تو آدمی ہے یا گھن چکر۔ میری بیوی بھلا تیری بہو کیونکر ہو سکتی ہے۔
گھسیٹا۔ ارے تو بیچ کا بچولیا ہے۔ یا لال بجھکڑ۔ میری بہو تیرے ہتھے کیسے چڑھ سکتی ہے۔ مگر تو تیرا نام کیا ہے۔
مسیتا۔ میرا نام مسیتا۔
گھسیٹا۔ تیرا نام مسیتا تو میرا نام گھسیٹا۔ اب بتا۔
مسیتا۔ ہائے ہائے اس نے نام سے بھی نام ملا دیا۔ پر خوب یاد آیا۔ ابے او الو اس نے تجھ سے شادی کا اقرار کیا ہے۔ پنڈیخان تو اس کے ساتھ چھوٹے بڑے ناچ بھی ناچا ہے۔
گھسیٹا۔ ارے چھوٹا بڑا ناچ۔ یہ ناچ والچ تو میں اسکے ساتھ کبھی نہیں ناچا۔ بلکہ اُس نے کبھی آنکھوں سے بھی نہیں دیکھا۔ اور میں اس کا بے دیکھے عاشق ہو گیا۔ ارے پر دیکھیو وہ کون آ رہا ہے۔
پھولمن۔ ادھر سے چلیے بیگم صاحبہ ادھر سے۔
روز۔ سرگودھا سے والی ڈاک گاڑی کب جائے گی
پھولمن۔ کل تک اب کوئی نہیں۔
روز۔ افسوس تو کل صبح تک مجھے یہیں ٹھیرنا پڑا۔ اچھا میرے لئے کوئی کمرہ۔
پھولمن۔ آئیے۔ ادھر آئیے۔ یہ بیچ نمبر کا کمرہ خالی ہے۔
روز۔ کیا مصیبت۔ کیا پریشانی۔ ادھر بیچ میں پڑے رہنے سے کتنی گرانی۔ ہاں میں اپنے نام کا خط دریافت کرنا بھولتی۔ کمبخت میری ڈاک بھی تو نہیں آئیگی۔
مسٹر وڈ۔ چور اُچکے بدمعاش۔
روز۔ ارے شاید اور بھی مسافر آ رہے ہیں۔ اوہو یہ تو مسٹر وڈ ہیں۔ بدمزاج مسٹر وڈ اور میری سہیلی ایلسی بھی۔ چلو اب تو خوب گذرے گی۔
مسٹر وڈ۔ تھکا دیا۔ سارے رستے بھونکتے بھونکتے دماغ اُڑ گیا۔ جاؤ۔ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔

مس روز۔ مسٹر وڈ، مسٹر وڈ۔ پھر وہی غصہ پھر وہی گھبراہٹ۔

مسٹر وڈ۔ اوہو آپ ہیں کیا کہوں بیگم صاحبہ اس نامراد سفر نے تو ہلاک کر دیا۔ سارا اسباب خاک کر دیا۔ ذرا میں اُسے دیکھ آؤں۔ تو حاضر ہوتا ہوں۔

ایلیس۔ ارے ارے روزی میری روزی۔ تم یہاں کہاں ہم تو سمجھتے تھے کہ تم موسم بہار کے مزے لوٹ رہی ہوگی۔

مس روز۔ خاک وہاں بھی موئے بدنظروں نے چین نہ لینے دیا۔ جسے دیکھو عاشق۔ جسے دیکھو شیدائی۔ اس شہر کے لوگ واللہ بیہودہ پر اس طرح گرتے ہیں۔ جیسے اناج پر چڑیاں۔ گڑ پر مکھیاں۔ اور مُردار پر منحوس اوپر والیاں۔ اوئی۔ توبہ توبہ مجھے تو نفرت ہوگئی۔

ایلیس۔ ہاں ہاں روزی بہن آجکل تم عاشقوں میں ایسی گھری ہو۔ جیسے پروانوں کے جھرمٹ میں فانوس۔

مس روز۔ واہ بالکل غیر مانوس۔ بیچارے غریب پروانے تو جان سے گزر جاتے ہیں۔ جل جل کر موت کے گھاٹ اُتر جاتے ہیں۔ مگر آج کل کے عاشق تو پوچھنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔

ایلیس۔ مگر روزی بہن۔ یہ تمہارا خاوند کب؟

مس روز۔ چپ چپ میں پھر کہوں گی سب۔ یہ ایک راز ہے راز۔

ایلیس۔ ہیں راز بھلا راز۔ مجھ سے بھی راز۔ دیکھو تو میں تیری کیسی خبر لیتی ہوں۔

آنا مسٹر وڈ۔

مسٹر وڈ۔ مہربان بیگموں۔ یہ تو میں جانتا ہوں۔ کہ اس وقت آپ کچھ بہت ضروری باتوں میں مشغول ہیں۔ مگر میرے لئے یہ بالکل فضول ہیں۔ مجھ کو اس سفر کی کلفت نے مارے بھوک کے بالکل اٹیرن کر دیا ہے۔ اب بندہ ایک منٹ بھی صبر نہیں کر سکتا۔ کہیں مس روز آپ بھی ٹیبل پر شریک ہونگی۔

ایلیس۔ ضرور ضرور۔
مسٹر وڈ۔ اچھا تو ضرور ارے کوئی ہے یا سب مر گئے۔
چھولمن۔ حاضر حضور۔
مسٹر وڈ۔ حاضر کا بچہ۔ جلدی جا اور تین آدمیوں کا کھانا ٹیبل پہ لگا۔
چھولمن۔ ابھی ابھی یہ لگایا۔ چلئے اس کمرے میں تشریف لے چلیے۔
مسٹر وڈ۔ مگر سن۔ گرم بالکل گرم کھانا چاہیے۔ کھانا چاہیے جیسا ہو۔ مگر آگ کا
نکلا ہوا ہو۔ اگر آگ کا بچا ہوا نہ ہوا۔ تو میں تیرا بھیجا پلپلا کر دونگا۔
چھولمن۔ ارے باپ رے۔
مسٹر وڈ۔ بالکل بد انتظامی۔ بالکل بے ایمانی ٹیبل پر نمکدانی تک نہیں۔ بدمعاش ہوٹل
والے مسافروں کو کیسا دق کرتے ہیں۔ او نوابے بولئے کہاں مر گیا۔ بولئے۔
ایلیس۔ آتا ہوگا۔ آجائے گا۔ ذرا صبر بھی کیا کرو۔
مسٹر وڈ۔ ٹھیرو جی تم چپ رہو۔ میں بلاؤنگا اور زور سے بلاؤں گا۔ ان بدمعاشوں
کو تہذیب کا سبق پڑھاؤنگا۔ ارے چلو کوئی ہے؟
گھسیٹا۔ باپ رے۔ یہ تو وحشی غل مچا رہا ہے۔
مستیا۔ ارر۔ مجھے تو بہت کا مزہ آرہا ہے۔ مل گیا۔ میری محنت کا
بدلہ مل گیا۔
گھسیٹا۔ کہاں کہاں۔ ابے کیا مل گیا۔
مستیا۔ ابے وہ میری آنکھوں سے دیکھ ذرا۔
گھسیٹا۔ ابے وہ کون کون؟
مستیا۔ شبنم میری پیاری بیوی۔
گھسیٹا۔ ہیں بیوہ تیری کیا ہماری بیوہ۔
مستیا۔ ہاں ہاں وہی قسم ہے اوپر والے کی۔ میں بھلا اس عورت کو
بھول سکتا ہوں۔ جس کے سامنے برسوں جھیلتے بڑے سے نراج

میں نا چاہتا ہوں مگر یار گھسیٹا۔

گھسیٹا۔ ہاں ٹھیک مستیا۔

مستیا۔ مستی بھرے دیکھتے ہی اُس نے منہ کو پھیر لیا۔ شائد پہچانا نہیں۔

ہاں میں اُسے چاہتا ہوں۔

گھسیٹا۔ تو مجھے بھی چاہنا چاہیئے۔

مستیا۔ ابے تو پیچھے ہٹ اُلو۔ تیرا کیا حق ہے۔

گھسیٹا۔ ابے واہ، تو نے کونسا ڈپلوما حاصل کیا ہے۔

مستیا۔ ابے گدھے کی دُم۔ تُو تو اسے جانتا بھی نہیں۔ کبھی دیکھا ہے؟

گھسیٹا۔ ابے دیکھا نہیں تو کیا ہوا۔ اب تو وہ جتنی تیری ہے اُتنی میری ہے

مسٹر وڈ۔ ادہر ہو بیگم یہ کون اُلو ہو گئے بھلا۔

ایلس۔ ہے ہے بجرا ہو جی ہیں انہیں کیا جانوں بھلا۔

مسٹر وڈ۔ ضرور کوئی بھید ہے۔ یہ عورت چھپتی کیوں ہو۔ ابے کیوں بے اُلو۔
تم کیوں ادہر بڑھے چلے آ رہے ہو۔ کس کو بلاتے ہو۔

مستیا۔ ام۔ ام جناب آپ کو دیکھتے ہیں۔

گھسیٹا۔ جناب دیکھتے ہیں آپ ام۔ ام۔ ام۔

مسٹر وڈ۔ ابے بکرا بکری کے موافق مم مم کرتے ہو۔

مستیا۔ ہائے ہائے۔ کمر پہ چوٹ کھائی۔

گھسیٹا۔ ابے رے پھر وہی شامت آئی۔ پھر وہی ٹکر ٹکر نمبر پانچ۔

مستیا۔ ہائے ہائے مفت کی ہوتا کاری۔ مفت کی ٹکرا ٹکری۔ ابے تو آدمی ہو
یا جن نہیں۔

گھسیٹا۔ خبردار ابے ہم ہیں ایک فسٹ کلاس جنٹلمین۔

مستیا۔ ابے یہ منہ اور مصالحہ۔ ابے تو تو ہے گلاس بیچنے والا۔ اچھا اگر تو جنٹلمین
ہے۔ تو مجھ سے ڈوئل لڑ۔

(گانا گھٹیا)

لگے کھونسا او مسیتا ۔ ماروں تجھکو ایسا کھیٹ جائے گا بھیجا
ایسے جا جا بچہ ۔ کھاؤں گا کچا ۔ پھٹ جائے گا بھیجا ۔
آج جس طرح سے میں تجھکو ٹھنڈا کر دوں ۔ شادی بیوہ سے کردوں ۔
تجھکو رنڈا کر دوں ۔ بھر کے بجلی سے تیری خاک کو ٹھنڈا کر دوں ۔
ایسا باٹل کر دوں ۔ ام بلا ہوا انڈا کر دوں ۔

---

# باب پہلا پردہ آٹھواں

## باغیچہ

### گانا نارکس

ضرورت کیا انہیں تیغ و تبر کی ۔ ادا کافی ہے اک ترچھی نظر کی ۔
وہ کیا جانیں کسے کہتے ہیں الفت خبر کیا ہے انہیں دردِ جگر کی
نہیں معلوم ہے کچھ او ستمگر شبِ غم کس طرح ہم نے بسر کی
چلے جاتے ہو مڑ کر دیکھ جاؤ قسم ہے آپ کو ترچھی نظر کی
لگا کر دل کسی سے ہائے ہم نے
مصیبت مول لے لی عمر بھر کی

### نثر

راحیل ۔ پیارے منشی قسم کھاؤ ۔ اور صاف صاف بتاؤ ۔ کہ تمہارا خیال بد ہے یا نیک ہے ۔ کیا تمہارا دل زبان ایک ہے ؂

تم نظر آتے ہو اکثر مجھکو گھبرائے ہوئے
فلک کے بادل ہیں کیوں اس قدر چھائے ہوئے

مارکس۔ تمہاری محبت نے۔
راحیل۔ اُف نورین نار۔ شربت میں کف مار۔ زہریلا سانپ۔ اور گلے کا ہار ہے۔

کیوں الجھا اپنا دامن گرچہ پھنستی بھول میں
مجھکو کیا معلوم تھا۔ کانٹا چھپا ہے پھول میں
میری بربادی کا آخر کچھ سبب تبلا مجھے
کیا خطا تھی میری تو نے کیوں دیا دھوکہ مجھے

مارکس۔ دھوکا نہیں پیاری راحیل دھوکا تو اس وقت تھا۔ جب کہ میں تمہارے خوبصورت ہونے سے انکار کرتا۔ یا تمہیں چھوڑ کر کسی اور کو پیار کرتا۔ یا تمہارے صاف صاف پوچھنے پر بھی اپنی سچی حقیقت سے نہ آشکار کرتا۔

یہودی ہوں کہ رومن ہوں ہندو ہوں کہ ناری ہوں
کوئی ہوں کچھ بھی ہوں لیکن تیری صورت کا پجاری ہوں

راحیل۔ مگر اب تم اس صورت کی طرف دیکھنے کا کوئی حق نہیں رکھتے مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔
مارکس۔ کیوں۔
راحیل۔ کیونکہ اس چہرے کو دیکھنے کے لئے وہی آنکھ چاہئے۔ جو بت پرستی اور کفر کی چمک دمک سے نفور ہو۔ جس میں یہودی مذہب اور یہودی یقین کا نور ہو۔
مارکس۔ کیا تم رومن ہونے کی وجہ سے اپنا دل مجھ سے پھیر لینا چاہتی ہو۔
راحیل۔ کاش یہ ممکن ہوتا۔ کہ میرا نام نہیں۔ اب تجھ سے اپنا دل

واپس نہیں لے سکتی۔ جس طرح پروانہ شمع پر جلنے کے لئے پتنگ جس طرف لگا ہوا ہو اس طرف اڑانے کے لئے بہتا ہوا پانی نشیب کی طرف پہنچنے کے لئے مجبور و ناچار ہے۔ اسی طرح میرا دل بھی تیری محبت میں بے اختیار ہے۔

مارکس۔ تو میں کیا امید رکھوں۔ کہ یہ ہاتھ ہمیشہ کے لئے میرے ہاتھ میں دے دوگی۔

راحیل۔ نہیں۔

مارکس۔ کیوں۔ آخر کس وجہ سے انکار ہے۔ کیسے جی بیزار ہے۔

راحیل۔ جس دل پر میرا قبضہ ہے۔ اس ہاتھ پر میرے باپ کا قبضہ ہے۔

مارکس۔ مگر تمہارا باپ تو متعصب یہودی ہے۔ کیونکر اپنی لڑکی کا ہاتھ ایک رومن کے ہاتھ میں دینے کو تیار ہوگا۔ ایسی محبت اور ایسی شادی کا کبھی روادار نہ ہوگا۔

راحیل۔ پھر میں کیا کر سکتی ہوں۔

مارکس۔ پیاری راحیل۔ تم چاہو۔ تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میری جان کے لئے اپنے باپ کو چھوڑ کر میرے ساتھ نکل چلو۔ ہم دوسرے شہر میں پہنچ کر نکاح پڑھا لیں گے۔ اور پھر واپس آجائیں گے ؎

مریض درد کی پھر عید ہو جائے
تمام عمر کو راحت نصیب ہو جائے

راحیل۔ او خدایا۔ تو اپنے ساتھ بھاگنے کو کہتا ہے۔

مارکس۔ پیاری راحیل۔ کہو کس سوچ میں پڑ گئیں ؎

تمہیں ہو راز دل اپنا تمہیں ہو بس خوشی اپنی
تمہاری ایک ہاں پر منحصر ہے زندگی اپنی
امیدیں جی اٹھیں وہ لفظ منہ سے میری جاں کہدو۔

پرواز کی طاقت تھی مگر پر نہیں نکلے۔
اخلاق کے قانون سے باہر نہیں نکلے۔
یہ قلب و جگر پاک ہیں یہ دیدۂ تر پاک
اللہ ہے شاہد کہ ہے دل پاک نظر پاک۔

عذرا۔ ملیقہ راحیل میں کونسی خوبی نظر آئی۔ جو تم اسکے قدردان ہو۔

مارکس۔ صورت اور صورت سے زیادہ اس کی سیرت۔

عذرا۔ تو کیا تم اسے چاہو گے؟

مارکس۔ اپنی جان کی طرح۔

عذرا۔ اس کو عزیز رکھو گے۔

مارکس۔ اپنی عزت اور شان کی طرح۔

عذرا۔ اسکی حفاظت کرو گے۔

مارکس۔ اپنے دین و ایمان کی طرح۔

عذرا۔ اچھا تو میں اپنے پچھلے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ اور خوشی سے اس کا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ بڑھو اور دو زانو ہو۔

مارکس۔ کیا آپ مجھ سے کوئی مزید اقرار کرانا چاہتے ہیں۔

عذرا۔ ہاں ایک رومن کی بغیر مذہب تبدیل کیے ایک یہودن سے کبھی شادی نہیں ہو سکتی۔ اسلیے میں پہلے تمہیں تمہارے دین کا کفر چھڑا کر اپنے مذہب میں لاؤں گا اور پھر اپنی شریعت کے مطابق تمہارا اسکے ساتھ نکاح پڑھاؤں گا۔ تمہیں منظور ہے

مارکس۔ تو کیا محبت کرنے کا جرمانہ مجھے مذہب سے ادا کرنا ہوگا۔

عذرا۔ ہاں اگر تم اس ہاتھ کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو اس کی قیمت فقط تمہارا دین ہے۔

راحیل۔ پیارے مارکس سے

# باب دوسرا
## پردہ پہلا
### باغیچہ

ڈلیپ - پیارے مارکس - انسان کی فطرت ہی میں بھول ہے - جو کچھ ہوا سو ہوا -
اب گذشتہ باتوں کا زبان پہ لانا فضول ہے ؎
شکر ہے اس کا کہ جینے کا سہارا ہو گیا
خیر کا جو ہو چکا تھا - پھر ہمارا ہو گیا
مارکس - تو تم میری بے وفائی کا گناہ معاف کرتی ہو -
ڈلیپ - میری جان مارکس میں تمہاری کنیز ہوں - اور کنیز پہ آقا کو ہر طرح کا اختیار ہوتا ہے ؎
قبضہ ہے دلپہ جان عقل و تمیز پہ      آقا کو اختیار ہے اپنی کنیز پہ

#### گانا

جاناں نیناں لاگے ہیں - کٹھن ملورے موہن ہم سنگ - جانا -
جیا میں بست توری رہت ہے پیاری صورتیا موکھ میں جان پڑی ہے -
آن ملو نالے جان مہری بات - جاناں نیناں -
سگری رین موری گذری تڑپ تڑپ پیاری توری شان پیاری -
پیاری توری آن - مانو جی مانو جی - دل جان جاناں نیناں -
مارکس - مارکس او فریبی او دغا باز رومن تو کس قدر ذلیل ہے - کتنا جھوٹا ہے - تیرے ہونٹ جو جھوٹے لفظوں سے ڈلیپ کے ساتھ محبت کا اقرار کرتے ہیں - اور تیرا دل اور جگر وہ نوں ابھی تک راحیل کو پیار کرتے ہیں ؎

بس اب بھی باز آ وہ کام کیوں بے دین کرتا ہے
کہ جس پر خود ترا دل تجھ کو سو نفریں کرتا ہے

(راحیل آتی ہے)

مارکس۔ کیوں راحیل یہاں کس لئے آئی ہے۔

راحیل۔ نشۂ عطر وفا سے

جائے کہاں ہو محبت کو ٹھکانے لگا کے جائے — مارا ہے جس نے مجھ کو اسکا جنازہ اٹھا کے جائے

مارکس۔ راحیل تم یہاں کہاں۔

راحیل۔ اپنے صیاد کے پاس قتل کر کے بھول جانے والے جلاد کے پاس سے

وہ ولولے وہ جوش وہ پیار کیا ہوا۔
او بیوفا بتا تیرا اقرار کیا ہوا

مارکس۔ راحیل ہم دونوں محبت کے نشے میں سرشار ہو کر امیدوں سے بھرپور ایک دلچسپ خواب دیکھ رہے تھے۔ اب ان خوابوں کی باتوں پر اعتبار کر کے اپنے مستقبل کا قلعہ بنانا بیکار ہے کیونکہ تقدیر کے آگے تدبیر ناچار ہے سے

دخل کب تدبیر کو تقدیر انسانی میں ہے
پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے

راحیل۔ اگر یہی کرنا تھا۔ آگے بڑھ کر تقدیر کو ہی بنایا تھا۔ تو ایک بھولی بھالی سیدھی سادی لڑکی کو جو اپنے باپ سے محبت کرنے کے سوائے اور کسی سے محبت نہ جانتی تھی۔ محبت کس سے کرنی چاہئے۔ محبت کیوں کرنی چاہیے۔ ایک معصوم بچے کی طرح جوان ہو کر بھی ان زہریلی باتوں سے بے خبر رہتی تھی اُسکے سامنے دو زانو بیٹھ کر آنسو بہا کر گڑگڑا کر کیوں محبت کا یقین دلایا۔ کیوں اُسکی زندگی کے آبحیات میں جھوٹی محبت کے اظہار سے زہر ملا دیا۔ سے

تمہیں ہو جس نے پھونک ڈالا ساتھ دل کے جان و تن جسے

مارکس۔ یہ ناممکن ہے۔
راحیل۔ اگر یہ ناممکن ہوگا تو میں یہ سمجھونگی کہ ظالموں اور نوجوانوں کے لئے میدان صاف ہے۔ روم میں نہ کوئی قانون ہے نہ بادشاہ ہے سے

یا ملن میں نہ جھگڑے ہیں نظارے دلبر ہیں
یہ دو سے ٹڑانے کی مٹی کے شیر ہیں

مارکس۔ چپ۔
راحیل۔ آہ

گانا

عشق میں جینے کے ہیں لالے پڑے
ہائے کیسی بے درد کے پالے پڑے
دل چلا جب کوچہ گیسو کی سمت
کوس کیا کیا راہ میں کالے پڑے
کس نگاہ نے کر دیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھوں ہیں متوالے پڑے
دور تک زنداں سے کیا دشت جنون
چلتے چلتے پاؤں میں چھالے پڑے

# باب دوسرا

## پردہ دوسرا

### مکان

### گانا چمپا

سویرے سویرے ساون لوندریا۔ سونی رہی سیجریا موری اپیسے گئے پیروا گھر سے چین تھیں ان بن مو سے آئے۔ جیا مورا اُن بن گھبراوے۔ گاگا پیا کی خبریا لاوے۔ رتیاں موری بیتی جاوے سیتیاں بناں بن توجیسی ہوں باوریا۔

رتیاں کٹت گن تارے۔ آگ برہا کی دیہہ جلا شے۔ سیّن سے غون برے سو برے۔

نشر۔ ارے اللہ یہ جوانی جاڑوں کی راتوں کی طرح گذری جاتی ہے۔ آہ یہ اٹھتے جوبن کمسن بیوہ کے اُبھار کی طرح خاک میں ملے جاتے ہیں۔ سینے میں تکان، دل میں درد۔ ہاتھ پاؤں میں سنسنی آتی ہے اُف میری جان نکلی جاتی ہے۔

چھوٹمن۔ کیوں پیاری کیا بڑبڑا رہی ہو۔ کھجو کی شیرنی کی طرح گرگرا رہی ہو کیا کیا کلام منہ سے نکل رہا ہے۔ پیشانی پر بل پڑ رہا ہے۔

چمپا۔ اجی وہی سونا موئے تھا وند کا۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟

چھوٹمن۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ چمپا میری عورت بن جائے۔ باغ اُمید کا میرا گل الفت بن جائے ؎

> چھری یہ خوش ہے کہ نائی کے کٹے بلیس
> اور یہ راستہ ہی اعتراض کدورت بن جائے
> کانٹا، چپا نٹا اُسکی کر لے بال برابر بھی

کو کیا کیا ہے

داڑھی منڈائی اس قدر مونچھیں بڑھائیں اس قدر
ہے ناک میں غنی کا پتہ آدھا اُدھر آدھا اِدھر

گھسیٹا۔ چل چل دیوانی۔ تو کیا جانے اس شیونگ کی رام کہانی۔ کیا تو نے نہیں سنا ہے

اگر خواہی کہ مانند حسن اول
گھٹول کن گھٹول کن گھٹول

چمپا۔ واہ رے تیری گھٹول۔ ابھی سر پہ پڑے جھول۔ تو سیدھا بیلی کا رستہ معلوم ہو جائے۔ ہیں یہ کیا؟ موا اُسی رومال سے جوتا صاف کرتا ہے۔ اُسی سے منہ پونچھتا ہے۔

گھسیٹا۔ کچھ فکر نہیں۔ جنٹلمین کا منہ اور جوتا سب ایک موافق ہوتا ہے

چمپا۔ تیرا کھو جرا جائے۔ یہ ہٹے کی کیوں پھوٹ گئیں۔ بھلا یہ کولہو کا بیل بننے کی کیا ضرورت تھی۔

گھسیٹا۔ ہشت احمق یہ عینک ہے عینک۔ اس سے جنٹلمین دور بین بن جاتا ہے۔

چمپا۔ دور بین بن جاتا ہے۔ یا آسمانی اندھا کہلاتا ہے۔

گھسیٹا۔ یو ڈیم۔ یور آسرز۔ اب ہم بہت گول مال لگاتا ہے۔ ہم کیوں نہیں جانیگا۔ تو ہم انگریزی گانا بھی سنائیگا۔
نہیں مانگتا صاحب تم دونوں کو نہیں مانگتا۔ چلو نکلو یہاں ڈوی آس۔

چمپا۔ ارے ارے تیرا ستیاناس ہو جاوے

(گاتا گھسیٹا)

کر حکمت غلط ہوں بنا میں کیسا جنٹلمین۔ پوسٹ آفس کا ہوں افسر
سارے ڈرتے ہیں پوسٹ مین۔

رتبہ اعلیٰ الاکر موشٹ پر کرون تھی چپن سے سیپر آہا ہا ہا ہا۔ او ہو ہو ہو ہو
ٹک چلیجیے ٹنگ ہیر۔ بوٹ سوٹ کا فرشانی۔ کیا ہے پوزیشن اعلیٰ دماغ
انگلش داں۔ کرشمت فطرت ہوں بنائیں کیسا جنٹلمین۔

---

# باب تیسرا  پردہ تیسرا

## دربار

گاتا سہیلیاں

جام بھر کے شڈر کے سو دلبر کے ہاں لوجی صاحب لو پیارا لوجی بھر کے۔
چھبی بتیاں ساری دھنسا دو۔ پیاری ذرا اکڑ کے جام بھر کے
نت پیا پیا کرت رہی ساجنا سلونا۔
من بھاوے رنگ رنگیلے چھیل چھبیلے من بھاوے۔ جیارا لبھائے بھائی
کے۔ بھائی گلے لگ جاوے۔ شبھ گھڑی شبھ ہاتھ ڈالو
واہ واہ واہ ہاں بہ جی کے   بجیں گے جگ سے جام بھر کے

نمبر ۱ لچک ہے شاخوں میں جنبش ہوا سے پھولوں میں
بہار جھول رہی ہے خوشی کے جھولوں میں

نمبر ۲ ہوائے عیش نے پھیلائی نکہت شادی
اڑا رہے ہیں مشک آتش فشاں کے بگولوں میں

چوبدار۔ عالی مرتبت شہزادی ہندا بہ دولت در دولت پر آیا ہے۔ اور وہ بیش قیمت ہار جس کی تیاری کا حضور عالیہ نے حکم دیا ساتھ لایا ہے۔

ٹولیہ۔ حاضر کرو۔

بروتس۔ وہ تاخیر کرے۔ کہ یہ نحوست کی نشانی مصیبت کا پیش خیمہ اس ہنسی خوشی کے جلسے میں کہاں سے نازل ہوا۔

ڈلیسیہ۔ بزرگ باپ آپ نے نفرت کا اظہار کیوں کیا۔ کیا وہ کوئی چور یا خونی ہے۔

بروٹس۔ اس شادی کے جلسے میں ایک یہودی کا بلانا سخت بدشگونی ہے۔

عذرا۔ مگر اس کے یہاں آنے سے ہمارا کیا نقصان ہو سکتا ہے؟

بروٹس۔ راتوں کو ایک کونے میں بھونکنے والا کتا کیا نقصان پہنچاتا ہے۔ جو فوراً محلے سے مار کر بھگا دیا جاتا ہے۔ مکان کی چھت پر بیٹھ کر غمزدہ آواز میں بولنے والا اُلو کیا تکلیف دیتا ہے جو فوراً غلیلوں اور ڈھیلوں سے اُڑا دیا جاتا ہے۔ جس طرح یہ دونوں اپنی موجودگی سے نحوست پھیلاتے ہیں اسی طرح یہ منحوس یہودی بھی جہاں جاتے ہیں۔ [illegible] کوئی مصیبت [illegible]

ڈلیسیہ۔ عذرا! خوش آمدید۔ غالباً تم ہار میری مرضی کے مطابق تیار کر کے لائے ہو گے۔

عذرا۔ خادم نے کوشش تو اسی بات کی کی ہے۔ یقین ہے کہ حضور عالیہ دیکھ کر پسند فرمائیں گی۔ خوشنودی مزاج کا سرٹیفکیٹ عطا فرمائیں گی۔

ڈلیسیہ۔ بہت اچھا۔ بہت خوبصورت۔ بہت دلکش ہار ہے۔ [illegible] عیسیٰ نفس مارکس کی صراحی دار گردن کا ہار ہوگا۔ تو [illegible] بہار ہوگا۔

بروٹس۔ عزیزہ شہزادی چونکہ یہ ہار ایک نجس یہودی کے ہاتھ کا بنا ہے۔ اس لئے اسے پہلے مندر میں بھیج کر دعائیں دم کر کے پاک بنایا جائے۔ اسکے بعد شہزادہ مارکس کے گلے میں پہنایا جائے۔

عذرا۔ عالی مرتبت دینی سردار جس طرح رومن قوم بادشاہ کے فرمانبردار ہے اسی طرح یہودی قوم بھی اسکی دعاگو ہے۔ جس طرح وہ شاہی حکموں کا احترام کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ان کی عزت کرتے ہیں۔ جس طرح [illegible] دشمن سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی انکو حقیر سمجھتے ہیں جبکہ بادشاہ کا اپنی رعیت کے ہر چھوٹے بڑے پر یکساں ہاتھ ہے تو محض مذہبی تعصب

کی بنا پر اس کی ایک شریف رعایا کو سرِ دربار ذلیل کرنا کتنی شرم کی بات ہے۔

بروٹس۔ ذلیل کو ذلیل کہنا میری نظر میں کوئی برائی نہیں ہے۔ کیا تم یہودیوں نے اپنی سود خواری، اپنی کینہ پروری، اپنی بے رحمی سے ہم رومیوں کے سر پر کوئی مصیبت ڈھائی نہیں ہے۔ ان کے حصہ میں کونسی برائی ہے۔ جو آئی نہیں۔

عذرا۔ لیکن اگر واقعی ایسے ہیں۔ تو ہمیں ایسا بے رحم بنانے والے بھی تمہاری قوم ہے۔ جب تم ہمارے پاک مذہب کی حقارت کرو گے۔ ہمارے منہ پر تھوکو گے۔ ہمیں ایک کتا سمجھ کر ٹھکراؤ گے۔ تو پھر ہمارے دل میں بھی انتقام کا سویا ہوا جذبہ ضرور بیدار ہوگا۔ جب غریب جانور بھی اپنے ستانے والے پر پلٹ کر حملہ کرتا ہے۔ تو دل اور کلیجہ رکھنے والا انسان کیوں نہ بدلا لینے کو طیار ہوگا۔

بروٹس۔ جھوٹے اگر ہم واقعی ہی ایسے ہوتے۔ تو تم لوگ ہماری سلطنت میں رہنے ہی نہ پاتے چیل اور کووں کی غذا ہو جاتے۔

عذرا۔ کیوں نہیں۔ یہ آفتاب جو ہمیں روشنی پہنچاتا ہے۔ یہ دریا جو ہمیں پانی پلاتے ہیں۔ یہ زمین جو ہمارے لئے غذا اگاتی ہے۔ غرض قدرت کی ہر ایک قوت جو ہماری خدمت بجالاتی ہے۔ یہ سب تیری ہی مہربانی ہے۔ تمہاری ہی وجہ سے ہماری زندگانی ہے۔ کیا ہمارے تم ہی خدا ہو۔

بروٹس۔ اچھا تو بتا سکتا ہے۔ کہ تمہاری قوم کے ساتھ ہم نے کونسا برا سلوک کیا ہے۔ کونسا عذاب دیا ہے۔

عذرا۔ یہ مجھ سے نہیں۔ اپنے بیدرد دل سے پوچھو۔ اپنے خون بھرے ہاتھوں سے پوچھو۔ اپنی چھریوں اور خنجروں سے پوچھو۔ کیا ہزاروں یہودیوں کو محض اس قصور پر کہ وہ یہودی مذہب کے خدا کو پوجتے ہیں۔ سخت سے

سخت عذاب کے ساتھ قتل نہیں کرایا۔ ہزاروں بچوں کو یتیم اور ہزاروں
عورتوں کو بیوہ نہیں بنایا۔ ہماری قوم کے مظلوم بیکسوں سے اپنا قید خانہ نہیں
بسایا۔ اگر یہی اچھا سلوک ہے یہی اچھا کام ہے۔ تو پھر بتا کر کہ انصاف
اور ظلم کس چیز کا نام ہے۔ ؎

تم ستم کرتے رہے اور ہم ستم دیکھا کیے — خانماں برباد ہو کر رنج و غم دیکھا کیے
سر ہوئے تیغ عداوت سے قلم دیکھا کیے — تم نے کیں لاکھوں جفائیں اور ہم دیکھا کیے
بغض کا ہم پر مگر الٹا اثر ہوتا گیا — چھانٹنے سے نخل مذہب بارور ہوتا گیا

درباری ۱ — ناعاقبت اندیش یہودی خاموش رہ۔ کیا زندگی سے ناامید ہے
بزرگ باپ ایک فرسودہ حواس بوڑھے کو اپنا مخاطب بنانا آپ کی شان
سے بعید ہے

شاہ انطیوکس — میں اس بڑھے کو پسند کرکے آپ کو اس احمقانہ جرأت سے چشم
پوشی کرکے صرف اس یہودی کو خاموش رہنے کا حکم دیتا ہوں۔ خیر
اُٹھیئے۔ اور برکت دیجئے کہ میرے عزیز بچوں کا ہاتھ مل لیجئے۔

یہوش ؎ خوش اور ایک دوسرے پر مہرباں رہو
دنیا میں بامراد اور شادماں رہو

راحیل — ٹھیر ٹھیر، جب تک بادشاہ عادل کے حضور میں ایک مظلوم باوفا کی عرضی
پیش ہو کر دغا بازی کے مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو لے۔ اس وقت تک

ٹھیرو ؎ جفا سے تنگ آ کر میں سر دربار آئی ہوں
میں اک ٹوٹے ہوئے دل کی یہاں فریاد لائی ہوں
میں اک ظالم ستمگر کی بہت ہی ستائی ہوں
ہزاروں حسرتیں خوں گشتہ اپنے ساتھ لائی ہوں
کہانی رحم کے قابل ہے سن لو درد والوں کی
خدارا داد دل چاہے مری اس دل کے چھالوں کی

بادشاہ۔ یہ کون؟

مارکس۔ باعثِ تکلیف راحت میں گراں جانی ہوئی
سن رہا ہوں صاف اک آواز پہچانی ہوئی

عذرا۔ راحیل تو یہاں کیوں آئی؟

راحیل۔ انصاف پانے۔

عذرا۔ کیا تجھے یقین ہے کہ ایک رومی شہزادے کے مقابلہ میں ایک مظلوم
یہودی لڑکی کی فریاد سنی جائے گی۔

راحیل۔ اگر اس دربار کا یہ دعویٰ ہے کہ یہاں امیر و غریب دونوں کا یکساں
انصاف ہوتا ہے تو اسے دعوے کی شرم رکھنے کے لئے میری فریاد ضرور
سننی پڑے گی۔

بادشاہ۔ لڑکی صاف لفظوں میں حال بیان کر۔ اگر تو سچی ہے تو تیرا حریف
چاہے شاہی نسل کا چشم و چراغ کیوں نہ ہو۔ مگر انصاف ضرور تیری طرفداری
کریگا۔ بول کس کی ستائی ہے اور کسکے خلاف فریاد لائی ہے۔

راحیل۔ مجھ کو ستانے والا دین و دنیا سے مٹانے والا
نشانۂ جفا و ستم بنانے والا یہ ہے
شکایت جسکی کرتا ہے مقدر کون ہے یہ ہے

ولیعہد۔ کون شہزادہ مارکس۔

بادشاہ۔ ولیعہد سلطنت۔

راحیل۔ ہاں یہی ہے
اسی کے دم سے خزاں آج کی بہار ہوئی
یہی ہے جس سے میری زندگی خوار ہوئی

بادشاہ۔ مارکس سنتا ہے۔ اس الزام کا تیرے پاس کیا جواب ہے۔

مارکس۔ ستائی گئی ہے جو ایسا کہہ رہی ہے

جو کچھ بھی ہے سچا کہہ رہی ہے۔

ڈلیسیہ۔ دیوانی عورت بولنے سے پہلے تو سوچ لے کہ کیا کہہ رہی ہے۔

راحیل۔ بچیئے بچیئے شہزادی صاحبہ اس خوبصورت سانپ سے بچیئے ؎

بے رحم ہے یہ رحم سر مو نہیں رکھتا
یہ روح میں درد آنکھ میں آنسو نہیں رکھتا
آزاد ہے جذبات پہ قابو نہیں رکھتا
انسان ہے انساں کی مگر خو نہیں رکھتا
وہ پھول ہے یہ پھول جو خوشبو نہیں رکھتا

ڈلیسیہ۔ بس بس خاموش میں ایسا کوئی لفظ جس سے میرے منگیتر کی توہین ہو۔ نہیں سن سکتی۔

راحیل۔ شہزادی ؎

سراسر مکر سرتاپا جفا ناآشنا ہے یہ
میری آنکھوں سے دیکھو تم تو ہوش گم کیا ہے یہ
کنواری رہنا بہتر جانئے اس عقد ہونے سے
وفا کی ہے عبث امید مٹی کے کھلونے سے

بروٹس۔ عالیجاہ اگر آپ میری عرض سماعت فرمائیں تو میں یہ کہونگا۔ کہ عورتوں کے بیان پر کبھی یقین نہ کرنا چاہیئے۔ یہ عورتیں شیطان کے مکتب سے تعلیم پا کر نکلی ہیں۔ اسلئے ان سے ہر وقت ڈرنا چاہیئے ؎

جفا سے انس کریں وفا سے عار کریں
جگر پہ ضرب لگائیں تو دل پہ وار کریں
جو شرمناک عمل ہوں ہزار بار کریں
یہ بے گناہ کو دم بھر میں گنہگار کریں

ہزاروں مکر کے پہلو نکلتے بات سے ہیں
جہاں میں جتنے ہیں فتنے سب انکی ذات سے ہیں

عذرا ۔ سرپرآرائے عدالت سلطنت کا ایک معزز رکن ہو کر انصاف کے راستہ میں روڑا اٹکاتے ۔ دباؤ ڈال کر شاہی انصاف اور شاہی رائے کو ایک مظلوم فریادی کے خلاف بنائے کیا آپ جیسے مقدس مذہبی آدمی کو سزاوار ہے ۔ کیا حق پسند بادشاہ کا انصاف مظلوموں کا سرپرست ہونے کے بدلے ظالموں کا طرفدار ہے

شاہ ۔ نہیں یہودی کبھی نہیں جس طرح آفتاب کی روشنی امیروں کے محل اور غریب کے جھونپڑے میں کوئی فرق نہیں کرتی ۔ اسی طرح میں بھی انصاف کے وقت اونچے اور ادنیٰ سب کو یکساں جانتا ہوں ۔ اپنی ذمہ داری اور اپنا فرض پہچانتا ہوں ۔

عذرا ۔ بس تو پھر جھگڑا صاف ہے ۔ آج کے دن آپ کے لئے صرف ایک ہی کام ہے ۔ اور وہ ان دونوں کا انصاف ہے ۔

بادشاہ ۔ میں اس کو استعمال کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر دونگا ۔

راحیل ۔ خدا آپ کو مظلوموں کی حمایت کے لئے قیامت تک زندہ رکھے فرمایئے اگر آپ کی رعایا میں سے کوئی شخص کسی عورت سے شادی کا وعدہ کر کے اسکو محبت کا شکار کرے ۔ اور اسکے کنوارے ہونٹوں کو اور گالوں کو ناپاک بنانے کے بعد اُسے چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے پیار کرے ۔ تو اُسکے لئے حضور والا کا قانون کیا سزا تجویز کرتا ہے ۔

بادشاہ ۔ موت بغیر رحم کے موت ۔

عذرا ۔ تو بس ہو چکا فیصلہ ہو چکا ۔ آپ شاہی نام کی عزت میں تختِ سلطنت کے اہل ہیں ۔ قلم اٹھایئے ۔ اور ولیعہد سلطنت کے قتل کا حکم صادر فرمایئے

بادشاہ ۔ مگر پہلے مجھے اس کا گناہ تو معلوم ہونا چاہیے ۔

راحیل ۔ یہ آپ کی عزت اور آپ کی شہرت کو برباد کرنے والا اس ملک کی غریب لڑکیوں کے سر پر تباہی لا رہا ہے ۔ اس نے پہلے مجھ سے شادی کا وعدہ کر کے مجھے دھوکا دیا ۔ اور اب شادی ڈلیسیہ کو بھی فریب کے پھندے میں

پچھتا رہا ہے

مجھ کو نہ کیا تو اسے کیا شاد کرے گا
اس کو بھی میری طرح سے برباد کرے گا

شاہ - مارکس اٹھ کھڑا ہو - جواب دے ۔ ورنہ بدترین قسم کی سزائے موت تیرے لئے تیار ہے ۔

مارکس - بے شک غلام آپ کا خطاوار ہے ۔ اور دست بستہ حضور والا سے رحم کا امیدوار ہے ۔

بادشاہ - رحم پیٹر کر سکتا ہے - میں کچھ نہیں کر سکتا ۔

بروٹس - جہاں پناہ ۔

بادشاہ - بس کچھ نہیں ۔

بروٹس - یہ نہ ہونا چاہئے ۔

شاہ - یہ ضرور ہوگا ۔

بروٹس - میری یہ عرض ہے - کہ قانون گمراہ ہونے کے واسطے ہے کہ خیر خواہوں کے واسطے

شاہ - اگر بادشاہ گمراہ ہے - تو وہ بھی قانون کی رسی میں پکڑا جائے گا - اگر شہزادہ چور ہے - تو اس جرم میں ضرور پکڑا جائے گا ۔

بروٹس - میں پھر عرض کرتا ہوں - کہ تمام رعیت سے ایک شہزادہ قابل توقیر ہے - جس ہتھیار سے غلام پر ضرب لگائی جائے اسی ہتھیار سے آقا کو قتل کرنا مرتبہ اور شان کی تحقیر ہے ۔

شاہ - مگر انصاف کی تلوار آقا اور غلام دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرتی ہے

یہاں تمیز آقا میں ہے نہ بندے میں
کہ انصاف دونوں کی گردن ہے ایک پھندے میں

بروٹس - عشق کا جوش ایک قسم کا جنون ہوتا ہے ۔

راحیل - اس خوش شاہزادی سے انصاف کا خون ہوتا ہے ۔

پروٹس۔ ارے چپ چپ تو ایک بھیک منگے گستاخ زبان کی ذلیل چھوکری اور جامع سلطنت کے بجھانے کا ارادہ ایک مفلس بے ننگ و نام ابا کی اور خاندان شاہی کی توہین کا ارادہ۔

راحیل۔ تو پھر یہ کیوں نہیں کہتے کہ امیروں کے سر تاج زر کے لئے ہیں اور غریبوں کے سر امیروں کی ٹھوکر کے لئے۔

پروٹس۔ بے شک۔

عذرا۔ واہ رے مذہب اور واہ رے مذہبی پیشوا ؎

تمہارا غم ہی غم مفلس کا اک قصہ اک کہانی ہے
تمہارا عیش ہے عیش اور ہمارا عیش فانی ہے
یہاں بچپن بڑھاپا اور وہاں بڑھاپا بھی جوانی ہے
تمہارا خون ہے خون اور ہمارا خون پانی ہے
پر یہ نخوتیں کیا لیکے اپنے ساتھ جائے گا
یہیں رہ جائیگا سب کچھ یہاں سے خالی ہاتھ جائے گا

راحیل۔ عادل سلطان۔ اب مجھے انصاف ملنے میں کیا دیر ہے۔ اگر آپ نے ابھی تک نہ سنا ہو۔ تو میں اس سے بھی زیادہ بلند آواز سے انصاف انصاف پکار سکتی ہوں۔

بادشاہ۔ آہ کیا کروں اور کیا نہ کروں ؎

ادھر شادی کی تھی شاد آئی تھی ناشاد ہوتی ہے
ادھر انصاف جاتا ہے ادھر اولاد جاتی ہے
اندھیرے میں پڑا تھا کیا خبر تھی مجھکو اس دن کی
جوانی اس کی اور محنت میری برباد جاتی ہے

عذرا۔ عادل سلطان کیا بیٹے کی محبت اور انصاف میں جنگ ہو رہی ہے۔

بادشاہ۔ ہاں۔ مگر فتح انصاف ہی کو ملے گی۔

راحیل۔ تو پھر انصاف ملنا چاہیئے۔
شاہ۔ ضرور ملے گا۔
راحیل۔ جناب والا سے
شاہ۔ ہاں مجھ سے۔
راحیل۔ تو کہاں۔
شاہ۔ یہاں۔
راحیل۔ کب؟
شاہ۔ اسی وقت۔ بڑھو اے شاہی حکم کے پرستارو اس ناخلف کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہناؤ۔ اور مقدمے کا فیصلہ ہونے کے لئے کل اسے مذہبی عدالت میں لے جاؤ۔
سب۔ خاقان عالم
شاہ۔ خاموش

---

# باب دوسرا پردہ چوتھا

## باغیچہ

پھولمن۔ کہنے لگے کہ جس طرح ہاتھی بھینس اور موٹا آدمی بغیر پانی کے نہیں جی سکتا۔ اسی طرح ہوٹل کا بہرا پھولمن بھی بغیر بیاڈی کے نہیں رہ سکتا ہے
گسیٹا حجام کی جورو کو اڑا یا تو کیا ہوا۔
ہم تو اچھے بھلے شلغم کو چٹ بیلا کر دیں
کوئی آئے تو اڑنگے میں ذرا یاروں کے
بالسری کی طرح گاجر کو سر یلا کر دیں

چمپا۔ اجی اجی یہ کیا کہا۔

پھولمن۔ وہ ہو بندگی بندگا۔ بلکہ تا بہ زندگا۔

چمپا۔ ہیں کیا کہا۔ نہیں تم سے نہیں بولونگی۔

پھولمن۔ ہیں کیوں نہیں بولوگی۔ تمہیں بولنا پڑے گا۔

چمپا۔ نہیں نہیں۔ تمہیں مجھ سے کچھ محبت نہیں۔

پھولمن۔ ہیں محبت نہیں۔ پیاری محبت تو ایسی ہے۔ کہ اگر تو مر جائے۔ تو میں تمہاری قبر کی خاک تک جوتیوں سے اُڑا دوں۔

چمپا۔ ہیں جوتیوں سے؟

پھولمن۔ ہاں ہاں پیٹنے لئے ہیرے پھیرے کروں کہ مجنوں کا بچہ بھی میری گرداوری کا قائل ہو جائے۔ اُستاد فرہاد سر پھوڑ کر مر جائے۔

چمپا۔ جاؤ تو میں بھی سمجھ گئی۔

پھولمن۔ ساری بلا کند چھپری کی طرح کب تک کوٹے گی۔ کبھی کبھی تو ہاں پہ چپٹ کے گی

چمپا۔ چلو ہٹو۔ میرا ایسی باتوں سے جی جلتا ہے۔

پھولمن۔ جی جلتا ہے۔ تو چلو برف سوڈا پیو۔ جوینٹ پا لیجوس۔

چمپا۔ چلو چلو تمام زمانے کے نکمی چیں ملاقات تو میسر نہیں۔ جب دیکھا غیر حاضر۔ جب دیکھو موئے نوکری پر۔

پھولمن۔ ارررر۔ یہ بات۔ مگر پیاری تم نے اپنے آنے کا ٹھیکہ گیا۔ کہو کیسی مزاج ہیں

چمپا۔ اونہہ پھر وہی مذاق۔ خدا کرے مٹ جائے۔ یہ مذاق توبہ میرے اللہ۔

پھولمن۔ مٹ جائے کیسے۔ دام نہیں خرچ کیا؟

گانا

چمپا۔ گلے لاگو چھین سیاں۔ من بسیا ؤ جاؤں واری۔

پھولمن۔ ذرا نیناں سے نیناں ملا ر موری جان۔

چمپا۔ نہ ستاؤ سیاں نہ جراؤ سیاں۔ جاؤں واری (جاتا)

ڈلیہ۔ اے آسمان کے فرشتو۔ مجھے توفیق دو۔ کہ میں بے وفا مارکس کی جان بچاؤں۔ اور شکستہ دل یہاں سے اٹھ جاؤں۔

گانا

ساجن پیہ کیسی سکھی بپت آئی رسوتن جھنجلائی۔
کاہے کون جتن کروں تورے راہی ساجن پہ
من کی کہو کاسے کٹھن بپت بتیاں
آس پوری موری کرو تورے شرن ہے جگدیسر مہا کٹھن آئی۔

راحیل۔ حضور کیا آپ اس جہنم جلی کی دبی آگ کو بھڑکانے آئے ہیں۔ کیا اس بجھتے چراغ کو اور جلانے آئے ہیں۔

(ڈلیہ کا آنا)

ڈلیہ۔ اے حور شمائل راحیل۔

راحیل ۔ کون ہے حور وش پری شمس و قمر آپکے ہم
کون ہے یار کی منظور نظر آپ کے ہم

ڈلیہ ۔ سخت ایذا ہے مجھے نارسائی کرنے
میں تیرے قدموں میں آئی ہوں گدائی کرنے

راحیل ۔ جو مرا مال تھا سو تم نے چرا رکھا ہے
اب یہاں کیا لینے میرے ہاتھ میں کیا رکھا ہے

ڈلیہ۔ تمہارے ہاتھ میں اس ناداں مارکس کی جان ہے۔

راحیل۔ وہ جان ہماری جان کے ساتھ جانے کی شایاں ہے
برے کا حال دنیا میں برا ہی ہو تو اچھا ہو
مجھے رسوا کیا جس نے الٰہی وہ بھی رسوا ہو

ڈلیہ۔ جب ان میدان قیامت میں نفسی نفسی پکاری جائیگی۔ وہاں کس کی جان تمہارے کام آئے گی۔ راحیل یہاں کی عدالت جاری ہے ٹھہر جائیے

کی جان ناحق جائے گی ؎

آئین عدالت کا یہاں صاف نہیں ہے
آئینہ ہے مگر اس میں انصاف نہیں ہے

راحیل ۔ یہی آئین انصاف ہوگا۔ اسی سے میرا آئینۂ دل صاف ہوگا۔

ڈلیسیہ ۔ نہیں یوں نہ کہو۔ گو اس نے مجھے بھی ٹھگا ہے۔ مگر اس دغاباز کو خدا پر چھوڑ دینا اچھا ہے ؎

آپ مرجائے بشر پر غیر کی جاں بخش دے
آرزو بخشش کی رکھتا ہو تو انسان بخش دے

راحیل ؎
چھوڑ دوں اسکو کہ تم چین کرو اسکے ساتھ
چھوڑ دوں اسکو کہ تم بو تو تمسوا اسکے ساتھ

ڈلیسیہ ؎
میں کبھی نہیں دل اہل دغا کو دوں گی۔
اور جو دل دوں گی تو میں اپنے خدا کو دوں گی

راحیل ؎
اسکو میں آپ کی خاطر نہ کبھی چھوڑونگی
اپنا دم توڑونگی ۔ اور اس کا بھی دم توڑونگی
چاہتے تھے کہ تجھ سے مزے سوت کے لے
کہدو اب آکے میرے ساتھ مزے موت کے لے

ڈلیسیہ ۔ نہیں عزیز راحیل ۔ نیکی کا نتیجہ بیکار نہیں۔ چلو آؤ عدالت میں کہدو۔ کہ شہزادہ قصوروار نہیں۔

راحیل ۔ قصوروار نہیں جسنے مجھکو گورگنارے لگا دیا۔ وہ قصوروار نہیں ؎

میں نہ گوارا اسکی جدائی جیتے جی منظور کروں گی۔
ساتھ جیونگی ساتھ مرونگی پیار کیا ہے پیار کروں گی۔

ڈلیسیہ ۔ بخیر پیار کا بھیا تجھے معلوم نہیں ۔ سچے عاشق کا یہ ترجمہ تجھے معلوم نہیں [illegible]
پیار میں یار کی راحت میں توقف نہ کرے

راحیل۔ سر بھی کٹ جائے راہ یار میں تو اُف نہ کرے
اپنے کئے کی آپ سزا کیوں نہ پائے شمع
خود کیوں نہ جلے گر نہ کسی کو جلائے شمع

ڈلیسیہ۔ تم اپنے جوش و غضب میں صرف رشک و رقابت کی صداؤں پر لگا رہی ہو
سچی محبت کے دلربا فرائض کو بھولی جا رہی ہو۔ مگر مجھے تم دیکھو۔ کہ میں اس
کے جسم کے ساتھ ہونیوالی حقدار بیوی اُس سے دست بردار ہو کر بھی اُس
کی سلامتی کے لئے اپنی شان سے خلاف ذلتیں اُٹھا رہی ہوں
تمہارے پاؤں پر سر جھکا رہی ہوں۔ دو مجھے اس کی جان کی خیرات
دو۔ اسکے بدلے میری جان لے لو۔

راحیل۔ آہا یہ قدرت کا انتقام ہے۔ یہ غیرت کا مقام ہے۔ کہ مغرور کبھی جنکا سر
ذلیل سمجھکر ٹھوکر لگاتے ہیں۔ وہی مجبور ہو کر ایک دن اسکے پیروں پر سر جھکاتے
ہیں۔ اچھا اُسکی جان بخشی کا انعام۔

ڈلیسیہ۔ منہ مانگا معاوضہ لو۔ جو چاہو سو لو۔ شہزادے کی جان بچالو۔

راحیل۔ نہیں یہ ٹوٹا ہوا دل اور بھی چور چور ہو جائیگا۔ مگر تمہارا استحقاق نہیں منظور
کروں گی

ڈلیسیہ۔ میں منظور کراؤنگی۔ تمہیں پاؤں پڑ کر مناؤں گی۔ اگر سچی اشراف عورت
ہو تو مروت دکھلاؤ۔ جلن کے جہنمی دیوتا بنکر صنف عورت کا نام نہ ہنساؤ۔

راحیل۔ نہیں نہیں عورتوں کا نام نہیں ہنساؤنگی۔ مردوں کو یہ کہنے کا موقعہ نہیں
دونگی۔ کہ ایک رومن شہزادی نے سر جھکایا۔ اور ایک عبرانی یہودن نے
رحم نہ کھایا۔ اٹھو شہزادی اٹھو۔ گو میں اس میں اپنی واجبی داد نہ پاؤنگی۔ مگر
تمہاری یہ گریہ وزاری سے جفا پر بھی وفا دکھاؤنگی۔ سرکار جاؤ۔ خوف نہ کھاؤ
جب یہ میرا جسم پاک خاک میں مل جائے۔ اور یہ بے وفا دنیا ہماری قوم
کو خود غرض بتائے۔ اُسوقت تم پکار کے کہدینا کہ شکستہ دل راحیل اگرچہ

سیتا۔ اررر یہ کیا کہا۔
گھسیٹا۔ کیا کہا جھوٹ موٹ نقلی مس روز ناچی تھی۔
مس روز۔ ہاں ہاں وہ ایک مسخری تھی مسخری۔
گھسیٹا۔ مسخری یعنی چھوٹی سی دل لگی۔ بالکل ٹھیک ہی۔
مس روز۔ ہاں بس اسی روز مس ایلسی میرے نام سے مسیتا کے ساتھ ناچی تھی۔
سیتا۔ ارے یہ کیا آک بھتیا ہوئی۔
گھسیٹا۔ اچھا اچھا اُس احمق مسیتا کو اسدن خوب بنایا۔
سیتا۔ ہیں احمق تیرا باپ ہوگا۔
مس روز۔ اور نقلی مس روز کے ساتھ جھوٹ موٹ ناچ ہی نچایا۔
سیتا۔ او خدایہ پروگرام سنایا۔
گھسیٹا۔ ٹھیک ٹھیک اب میری سمجھ میں آیا جب تو تم ہی سچی مس روز ہو نا۔
مس روز۔ ہاں ہاں میں ہی۔
سیتا۔ ہائے ہائے جب تو میری ساری محنت برباد ہوئی۔ کمبخت وہ اصل بیوہ تو یہ نکلی۔
گھسیٹا۔ واہ جب تو پو بارہ ہیں۔ پانچوں انگلیاں گھی میں سر کڑھائی میں۔ اچھا تو بیگم بس اب کوئی دھوکے کی بات نہ کرنا جب تو وہ تمہیں ہو۔ تین تین ہزار روپیہ ماہوار والی۔
مس روز۔ ہاں ہاں وہ تین ہزار روپیہ ماہوار والی بیوہ میں ہی ہوں۔ میرے بے غرض نوجوان
سیتا۔ ہیں بے غرض نوجوان یا مجسم شیطان
گھسیٹا۔ جب تو اے عورتوں کے سرتاج۔ مالداروں کے سرتاج۔ میں نے اپنی عمر میں صرف تم ہی کو اپنا دل دیا ہے۔ یہ بندہ جان و دل سے

آپ پر قربان ہو گیا ہے۔ اوہ! توبہ توبہ۔ اپنی دولت کے واسطے مجھ سے شادی کر لو۔

گانا

مس روز۔ موئے کوئے کی موہے ساری رتیاں جگا دو۔ کہیں سمجھاوو۔ مورا بھولا کھکاری ہے۔ مجھ پر قربان۔

گھسیٹا۔ جوبن رسیلے وہ باتیں نشیلی تیری فرقت میں دلبر نہ پاؤں قرار۔

مس روز۔ واہ واہ واہ

گھسیٹا۔ میری قسم جاؤ جی جاؤ۔

مس روز۔ نہ منہ کو دکھاؤ۔

گھسیٹا۔ اے جنیاں نہ مجھکو کرو بے قرار۔ موئے کوئے کی۔

نثر

مس روز۔ اے کیا ہوا سودائی۔

گھسیٹا۔ گھبراؤ نہیں۔ تمہارے لئے میرے پاس ایک سفارش نامہ ہے۔ پر نہیں وہ ڈاک سے آیا ہوا خط اور سفارشی نوشتہ دونوں ایک جگہ نہ ہو گئے ہوں۔ لیجئے۔ اور اسکو پڑھیئے۔ کہ میں کیسا خاندانی آدمی ہوں

مسیتا۔ نہ سنا۔ نہ سنا۔ نہ سنا! اس کو سرکار۔

مس روز۔ ہیں یہ کون دوسرا ہکار۔

مسیتا۔ بیگم بیگم یہ تو ہے گھسیٹا حجام۔ اور میں ہوں۔ آپ کا گرا نامسٹر مسیتا۔ ہاں اجی میری طرف مخاطب ہو۔ دنیا کے حسینوں میں سب سے اچھی مالدار ہو۔ لیجئے میرا سفارش نامہ۔

گھسیٹا۔ جھوٹا ہے جھوٹا ہے۔ اجی آپ اس نوشتہ پر اپنی خوبصورت نظریں دوڑائیں۔

مسیتا۔ اے ہٹ تو دو۔ میں نہیں پڑھنے دونگا۔

کی تعریف کریں۔

گھسیٹا ۔ کریں اور ضرور کریں۔ یہ میری طرف سے ہے۔

مس رونق ۔ میری پیاری روز، میرے خالو کے اچانک مر جانے سے جو تمہیں اپنی شادی کی چھپانے کی ضرورت پڑی تھی وہ اب دور ہو گئی کیونکہ میں ہی کل جائداد کا مالک بن گیا۔ اب تم اس خط کو دیکھتے ہی کیپ ٹاؤن چلی آؤ۔ میں ہوں تمہارے انتظار میں ہات دھرے

(تمہارا خاوند [illegible])

السی ۔ ہیں ہیں تمہارا خاوند۔

گھسیٹا ۔ ہیں اس کا خاوند ہائے ہائے سفارت نامے کے بدلے میں سے نکلا کاغذ دے دیا اررر گھبرا کے۔

سب ۔ ہرے ہرے۔

مسیتا ۔ اررر یہ بات تو بہت بُری رہی یہ بیوہ تو آپ کی نہ رہی تو کوئی مو تو چولہے میں جھونکو۔

گھسیٹا ۔ ارے بُری سے بُری میری تو ساری بنی بنائی عبارت ڈھے گئی۔ ہائے نڈاک منشی نہ بیوہ کے سکریٹری ۔ کمبخت وہی موچی کے موچی۔

مسیتا ۔ ہائے کس مصیبت سے بیوہ کا پتہ لگایا۔

گھسیٹا ۔ پھر اس کو بھی خاوند والی بیوی پایا

مسیتا ۔ مگر سنو تو جی یہ کیسی دھوکا دہی ۔ کتنی بے ایمانی اس عورت پر میرے خیال میں مقدمہ چلانا چاہیے۔

گھسیٹا ۔ ضرور چلانا چاہیے ۔ بلکہ لنڈن تک جانا چاہیے ۔ کمبخت پہلے تو بیوہ بن کر اچھے اچھے بھلے مانسوں کو شیدائی بنانا ۔ اور جب روپیہ دینے کا وقت آیا تو جھٹ پٹ خاوند والی بن جانا ۔ ٹھیم پور ٹھیرو۔

مسیتا ۔ چلو بھائی ۔ اب ٹھنڈے گھر چلیں نہ تو گپ لگاتے حال ہو اُدھر کے

رہے نہ اُدھر کے رہے۔

گسپتا۔ ہائے ہائے نہ وہ تھالی ملی نہ وہ تھال ملا۔ نہ ادھر کے رہے۔ نہ اُدھر کے رہے۔

مسپتا۔ نہ وہ حسن ملا نہ جمال ملا۔ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

گھسپتا۔ نہ وہ بیوی ملی۔ نہ وہ مال ملا۔ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

# باب دوسرا
## پردہ ساتواں
### مذہبی عدالت

بروٹس۔ راحیل تو ہوش میں ہے
راحیل۔ ہاں۔
بروٹس۔ تجھ پر کوئی دباؤ تو نہیں ڈالا گیا۔
راحیل۔ نہیں
بروٹس۔ بھلا تو اپنے پہلے بیان واپس لیتی ہے؟
راحیل۔ ہاں۔
عذرا۔ راحیل راحیل کیوں محبت میں اندھی ہوگئی ہے۔
راحیل۔ اسلیئے کہ اب اور کچھ نہیں نظر آتا۔
عذرا۔ کیوں اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود رہی ہے۔
راحیل۔ اسلیئے کہ قبر میں جاؤنگی اور بیوفا کے ظلم سے نجات پاؤنگی۔
عذرا۔ عدالت اس کی باتوں کا یقین نہ کرے اسکپر ضرور کسی نے جادو کردیا ہے
بروٹس۔ راحیل ایمن روم کے قانون کے مطابق تم سے تیسری بار اور پوچھتا

ہوں - کہ تو شہزادہ مارکس پر لگائے ہوئے تمام الزامات
واپس لیتی ہے؟

راحیل - ہاں لفظ بلفظ

عذرا - دل آیا جب تو رک نہیں سکتا زنہار عورت کا
مزاج مرگ سے بھی مستقل ہے پیار عورت کا

مارکس - یہ کیا معنی زبان بدلے سخن بدلے ادا بدلی
یہ کیونکر اس جفا دیدہ نے پھر طرز وفا بدلی
چھپاتی ہے گھٹا بنکر یہ میرے جرم عصیاں کو
الٰہی آج اس گلزار کی کیسی ہوا بدلی

بروٹس - عذرا چونکہ تم بھی اس دعوے کی تائید کرنے والے تھے - اس
لئے اب تم کیا کہتے ہو؟

عذرا - جسقدر افریقہ کے بیابان میں ریگ کے ذرّے ہیں - اُن سے بھی
زیادہ میرے پاس الفاظ تھے - مگر اس ناعاقبت اندیش
کی وجہ سے اب کچھ نہیں کہنا چاہتا - اور عدالت کے فیصلے کے
سامنے اپنا سر جھکاتا ہوں -

بروٹس - تو اب میرا اتنا فرض باقی رہ گیا ہے کہ اپنا آخری حکم سناؤں
شہزادہ مارکس عزت و آبرو کے ساتھ آپ کی رہائی کی جاتی
ہے - راحیل اور عذرا تمہیں ایک روشن شہزادے پر بیلا
ثبوت جھوٹا الزام لگانے کے جرم میں زندہ آگ میں جلائے
جانے کی سزا دی جاتی ہے -

راحیل - میرے باپ کو سزا میرے باپ کو میرے جرم سے کیا
سروکار ہے

بروٹس - اسلیئے کہ یہ بھی تمہارا معاون و مددگار ہے -

راحیل - نہیں نہیں یہ ناانصافی ہے ظلم ہے - مجھے مار دو - برباد کر دو مگر میرے بوڑھے باپ کو آزاد کر دو۔

بروٹس - اب کچھ نہیں ہو سکتا - اجلاس برخاست۔

مارکس - بزرگ باپ - اس وفادار لڑکی نے چونکہ میرے ساتھ نہایت شریفانہ سلوک کیا ہے - اس لئے اگر آپ اپنے ولیعہد اور ہونے والے شہریار کو ہمیشہ کے لئے حلقہ بگوش بنانا چاہتے ہیں، تو اس کی رہائی کی تدبیر فرمایئے۔

بروٹس - شہزادے میرے دل میں خود نامعلوم جذبات کا تلاطم ہے - میں خود اس لڑکی پر رحم کرنا چاہتا ہوں - مگر افسوس کہ قانون کا شکنجہ اسے نہیں چھوڑ سکتا۔

مارکس - کچھ بھی تدبیر فرمایئے - مگر اس کی جان بچایئے۔

بروٹس - اچھا آپ جایئے - مجھ سے جو ممکن ہوگا - وہ کروں گا۔ راحیل اگر تمہارا باپ تمہارے بچانے کے لئے تم سے کوئی درخواست کرے تو تم منظور کر و گی؟

راحیل - دل و جان سے۔

بروٹس - عذرا تم اپنی لڑکی کو موت کے پنجے سے بچانا چاہتے ہو۔

راحیل - دین و ایمان سے۔

بروٹس - تو اسے اجازت دو - کہ یہ اپنا مذہب چھوڑ کر ہمارے مذہب میں شامل ہو جائے۔ اور اس کے ساتھ تم بھی ہمارے دین میں داخل ہو۔

عذرا - کیا دو روزہ زندگی کے لئے تبدیل مذہب کر دوں - نہیں نہیں ہرگز نہیں - مرنا منظور ہے - مگر یہ ناگوار - عذرا تبدیل مذہب

آبائی سے مجھے ہے

کب ہوئی آئی ہے یہ دنیا کسی انسان کے ساتھ
قسمت اس شخص کی اٹھ جائے جو ایمان کے ساتھ

بروٹس۔ تو کیا یہ تمہارا فیصلہ نہیں بدلتا
عذرا۔ ہرگز نہیں۔ اپنی بچی کے بچانے کو اور سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ مگر اپنا پیارا مذہب چھوڑنے سے ناچار ہوں۔
بروٹس۔ بدبخت یہودی میری صلاح تمہاری بقائے حیات اور روح کی نجات کے لئے۔
عذرا۔ آدمی کی نجات کا سچا راستہ اس کا دینی طریقہ اور آبائی عقیدہ ہے

ہر طرف سے راستہ ہے خانۂ اللہ کا
دیر کعبہ یا کلیسا پھیر ہے اک راہ کا

بروٹس۔ کم سمجھ

اپنی گر جان ہے تو سب کچھ ہے

عذرا۔ اپنا ایمان ہے تو سب کچھ ہے۔
بروٹس۔ اپنا مکان ہے تو سب کچھ ہے۔
عذرا۔ اپنا یزداں ہے تو سب کچھ ہے
بروٹس۔ عذرا۔ عذرا۔ یہ میری مہربانی ہے۔ کہ میں اس وقت تمہاری جان بچانے کو تیار ہوں۔ ورنہ تو جانتا ہے۔ کہ میں یہودیوں کی صورت تک سے بیزار ہوں۔
عذرا۔ ہاں اور یہ اسی بیزاری کا اور نفرت کا نتیجہ ہے۔ کہ قدرت نے تمہارا غرور توڑ دیا ہے۔ تمہارا گھر بار بیوی بچے سب کچھ تم سے چھین کر تمہیں اس دنیا میں تنہا چھوڑنے اور

کرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

بروٹس۔ میری پچھلی زندگی کے واقعات تو کیسے جانتا ہے

عذرا۔ بے درد رومن۔ عذرا آج سے نہیں۔ بلکہ تجھے سولہ برس سے پہچانتا ہے۔ تمہیں ہو۔ جس نے ہزاروں بیویوں کو قید اور ہزاروں کو قتل کرایا۔ تمہیں ہو جس نے لاکھوں بچوں کو یتیم اور لاکھوں عورتوں کو بیوہ بنایا ہے

غدار ہے ظلم آشکارا تمہارا
ہمیں یاد ہے زور سارا تمہارا
کھلے گی حقیقت تمہاری ہماری
جب انصاف ہوگا ہمارا تمہارا

بروٹس۔ میں نے تیری قوم کے ساتھ جو سلوک کیا۔ وہ اس کی مستحق تھی۔ مگر اب میری مہربانی دیکھ۔ کہ تجھے سراسر مجرم پاتا ہوں مگر پھر بھی تیری جان بچاتا ہوں۔

عذرا۔ مجھے اب جان کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ البتہ یہ آرزو ہے کہ مرنے سے پہلے ایک بیداد رومن کا سارا کس بل نکال دوں۔ اور اُس کے پتھر جیسے کلیجے میں چٹکیاں لے لے کر چھالے ڈال دوں

میں ہنستا اور کلیجہ تھام کر روتا ہوا تو ہو
میری آنکھوں میں نفرت اور تیری آنکھوں میں آنسو ہو

بروٹس۔ میں تجھے بہت سخت بیوقوف پاتا ہوں۔

عذرا۔ میں تجھے آج سے سولہ برس پیشتر کا واقعہ یاد دلاتا ہوں۔ جب

شاہ سینرو کے حکم سے تمام روما میں ہر طرف آگ بھڑکی تھی
اُس وقت تیرے گھر میں ایک خوبصورت بیوی اور بیوی کی گود
میں ایک چھ مہینے کی خوبصورت لڑکی تھی۔
بروٹس۔ اس بات کے یاد دلانے سے تیری کیا مراد ہے۔
عذرا۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ اُن دونوں کے آگ میں جل جانے کا
واقعہ تو بہت یاد ہے۔
بروٹس۔ ہاں میں اُس منحوس دن کو جب موت نے میری بیوی اور
بچی کو مجھ سے چھین لیا۔ کبھی نہیں بھول سکتا ہوں
ابھی تک غم سے کڑھتا ہے ابھی تک یاد کرتا ہے
میرا ٹوٹا ہوا دل آج تک فریاد کرتا ہے
عذرا۔ تمہاری بیوی ضرور اُس آگ میں جل کر مرگئی۔ مگر بچی
بروٹس۔ کیا وہ زندہ رہی۔
عذرا۔ ہاں۔
بروٹس۔ اور اب زندہ ہے۔
عذرا۔ ہاں۔
بروٹس۔ اُسے کس نے بچایا۔
عذرا۔ خدا کی قدرت نے۔
بروٹس۔ کس نے آگ سے نکالا۔
عذرا۔ ایک رحمدل یہودی کے ہاتھ نے۔
بروٹس۔ وہ کون ہے؟
عذرا۔ نہیں بتا سکتا۔
بروٹس۔ اُس کا نام؟
عذرا۔ نہیں بتا سکتا۔

# باب تیسرا جیلخانہ پردہ پہلا

گاتا راحیل

برہمن سے گگھر چھائی بدریا برست ہے گھنگور۔
پاپی پپیہا پیو نہیں آئے مور مچائے شور ہاں۔ من کی کلی کھلے آؤ۔
سنوریا سونی نگریا ہیں۔ مور کوئلیا کالی کالی بولے بول بھولے بھولے
جیا میں رس گھولے ہاں۔

راحیل ؎

نہ گل پایا نہ باغ دہر میں کوئی ثمر پایا
گلستاں جسکو کہتے ہیں اسی کانٹوں کا گھر پایا
کہیں اب جلد خالی ہو مرا پیمانہ ہستی
کہ میں نے عالم امکاں کے میخانہ سے بھر پایا

مارکس۔ پیاری راحیل تم کہاں ہو۔

راحیل۔ آہا یہ تو اسی خستہ پرواز کی آواز ہے ؎

نہ ہے تقدیر جذبہ دل نے کی تاثیر دشمن پہ
پس مردن وہ آیا فاتحہ کو میرے مدفن پہ

مارکس۔ آہ راحیل میں اپنے برتاؤ سے سخت شرمسار ہوں۔ اور جو سزا دو
اُسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔

راحیل۔ پیارے مشیہ ؎

کیوں آئے بزم عیش سے بزم عزا میں تم
کیوں آئے میرے واسطے ٹرنے بلا میں تم
نہ دیکھا جائیگا عہد کہ تمہارے دل سے عاشق کا

مارکس ؎
میری جان دم نکلتا ہے بڑی مشکل سے عاشق کا
اسوقت تجھ سے آنکھ چراؤں تو حیف ہے

راحیل ؎
اب بھی نہ تجھ کو پوچھنے آؤں تو حیف ہے
شہزادی سے اب عقد میری جان کرو تم
بیخوف و خطر عیش سے گزران کرو تم

مارکس ؎
اب پیار کسی سے میرا اظہار نہ ہوگا
جب تو ہی نہ ہوگی تو میرا پیار نہ ہوگا

راحیل ؎
تم میرے غم میں نہ دل اپنا دکھانا پیارے
میرے خون بھنے پہ آنسو نہ بہانا پیارے
تم کو تکلیف جو اے میرے دل آرا ہوگی
کنج مرقد میں میری روح کو ایذا ہوگی

مارکس ۔ پیاری راحیل کیا تمہارا باپ تمہارے لئے اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکتا

راحیل ۔ نہیں وہ زاد حق و وفا سے نہ پھریگا ۔ پھر جائیگا دنیا سے خدا سے نہ پھریگا ۔

مارکس ؎
مجھ کو کچھ ایسے وقت میں فرماں تو کرو
اظہار اپنے دل کا تم ارماں تو کرو

راحیل ۔ ارمان یہ ہے کہ یہ میرے باپ کا دیا ہوا خریطہ اپنے پاس رکھنا ہم دونوں باپ بیٹی کے بعد اس خریطہ کو کھولنا ۔ اگر کوئی کلام قابل تعمیل پایا تو اسے میری روح رواں کی خاطر بجا لانا ۔

مارکس ۔ منظور ۔ جو کچھ خطا ہوئی ہے ۔ کرنا اسے عطا تم ۔

راحیل ۔ پیارے معاف کرنا میرا کہا سنا تم ۔

؎
میری قسمت نے مجھے بیکسی قضا کو سونپا

گھسیٹا۔ تو مختار تو سر مند کند مبک مری را۔

مستیا۔ (سنکر) ہیں ہیں ابے مبک کیا۔ مبک ؟

گھسیٹا۔ اور کبک کیا کبک ؟

مستیا۔ ارے بھائی کبک ایک جانور ہوتا ہے۔ جو کوہستان میں رہتا ہے سنگریزے کھاتا ہے۔

گھسیٹا۔ ابے میاں مبک ایک جانور ہوتا ہے۔ جو موہستان میں رہتا ہے اور ممریزے کھاتا ہے۔

مستیا۔ بھئی واہ جواب جاہلاں باشد خموشی۔

گھسیٹا۔ مواب ماہلاں ماشد موشی۔

مستیا۔ افسوس یہی لوگ ہیں جو اس فن شریف کو بدنام کرتے ہیں سہ

جاہلاں دانند آساں از خری شاعری جزویست از پیغمبری

گھسیٹا۔ مجھ سے کہتی تھی اک ٹھنی ہری
میں بھی پھولوں سے بھروں گی ٹوکری

مستیا۔ کس طرح ہے شیر کے منہ پر رونق
جبکہ اسکی تک وہ وہیں ہیں گو دن احمق

گھسیٹا۔ ابجد کہ جماد ن کہ جمید جید حبادن حق
المقنیا مصلیم کہ لماقن لماقن لق

مستیا۔ کس کھیت کی مولی ہے یہ کیا بکتا احمق
یہ کونسے الفاظ ہیں کس لفظ سے مشتق

گھسیٹا۔ ہم حق جیا جیا جم کہ جما جم جیا حق حق۔
عاشق شاق شق کرشما شم شما شم شما ق شق

مستیا۔ جھوا لیے جیادن کے جبا حق۔ اگر جبتک بتا ہی بنا سکے نہ چھوڑا تو مجھے مستیا کون کہے آپ انہیں جانتا ہوں۔ اور اس ہیوی کو لے کر آتا ہوں۔

گھسیٹا۔ اجی جانا کیسا۔ میرا اس کا تو مہینوں سنجوگ رہا ہے۔

عورت۔ ہیں ہیں۔

گھسیٹا۔ ہیں ہیں کیا۔ ابھی ابھی وہ ایک پریا کو بیاہ لے گیا ہے۔

عورت۔ کیا کہا۔ کیا کہا؟

گھسیٹا۔ یہی کہ تم اس لئے جھک مارتی ہو۔

عورت۔ ہے ہے۔ اس کا ستیاناس۔

گھسیٹا۔ اجی دیکھنا کیسا۔ بلکہ جوتوں سے مار مار کے بھٹا اڑا دے۔

عورت۔ چلو تو آؤ۔

گھسیٹا۔ آؤ تو ہاتھ ملاؤ۔ (لے کر چلنا چاہتا ہے اور سامنے سے ستیا کی بیوی کو نقاب پوش لاتا ہے)

ستیا۔ دیکھو یہ رہا۔ وہ کھڑا۔ اگر ہیں۔

گھسیٹا۔ ارے وہ تو وہ آگیا۔ مگر یہ تو قد والا مضمون۔

عورت۔ کیوں رے حجام۔ ابھی بہنا کا ساتھ ہی ساتھ تمام حجام۔

گھسیٹا۔ ارے باپ رے وہ تو تھا ہی حرامزادہ۔ مگر یہ کون الو کی مادہ۔

عورت۔ کیوں مجھے نکٹے۔ پہلے تو خود آنا۔ اور اپنی الی کو بھی ساتھ ہی لانا۔

ستیا۔ ارے ارے بیوی میری ایسی اچھی بیوی۔

عورت۔ ہاں اب بیوی۔ اور یہ کون ہے مالزادی (ستیا سے) پکڑ تو کیوں نہیں لیتا۔ منتی کشیں۔ پہلے نوچ تو لوں تیری داڑھی۔

گھسیٹا۔ ارے یہ عورت ہے کیسی پگلی۔

ستیا۔ یہی ہے یہی ہے حرامزادے پر اب اتار ہی اپنا لبادہ۔
(نقاب اتارنا)

گھسیٹا۔ ارررر۔ کون بیوی جسیا۔

عورت۔ ہاں میاں واک تھو۔ اب ذرا آنکھیں کھلواؤ۔

عورت - لو اب چپکے سے تم بھی جوتیاں کھالو۔
گھسیٹا - باپ رے پھیر کی بات۔
مسیتا - اور ٹکر بھی ٹکر نمبر دو سو آٹھ۔

(دونوں پہ جوتیاں پڑتی ہیں - اور مار کھاتے ہوئے جاتے ہیں)

گانا

عورتیں - کیا بھرے کے بیوقوفی ہیں دونوں ہوئے ہیں خوار۔
گھسیٹا - سونٹا کبھی گھونسے کبھی کھائی ہیں ہزار۔
مسیتا - لعنت ہو تیری شکل پر موذی ہزار بار
چمپا - حجام سے مفتی بنا اور پھر ہوا چمار۔ بس ہیں اونا دی۔
سب - دور۔ دور۔ دور۔ دور۔ بد شعاری آئی۔ واہ۔ واہ۔

---

# باب تیسرا پردہ تیسرا

کربلائی لا اسٹن

عذرا - آہ او ظالم رومنو متواتر دو صدی تک ستانے مٹانے اور برباد کرنے کے بعد بھی تمہارا حیوانی جوش اور مذہبی تعصب ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا۔ او خدا او خدا آخر کب تک یہ خونچکاں نظارہ دیکھا جائیگا۔ کب تک تیرا قہر و غضب جو انتقام کی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھے ہوئے ان کی گستاخی کو نفرت سے دیکھ رہا ہے۔ جوش میں نہ آئیگا۔

میرے مولا کب تلک غصہ نہ ان پہ آئے گا
ظالموں پر رحم آخر کب تلک فرمائے گا

کب تلک ہوتے رہینگے بیکسوں پر ظلم و جور
کب تلک یہ منظر خونی تو دیکھے جائے گا

بروٹس ۔ بدبخت بڈھے اپنا مذہب چھوڑ کر ہمارے مذہب کے دائرے میں کیوں نہیں آتا۔ اپنے خدا نادیدہ کو چھوڑ کر کیوں نہیں ہمارے خداؤں کے سامنے سر جھکاتا ہے

درست پھر سے تیری سرنوشت ہو جائے
ابھی بدل کے یہ دوزخ بہشت ہو جائے

عذرا ۔ ظالم رومن ۔ زندگی فانی زندگی کا لالچ دکھا کر تو اس بوڑھے کو اپنے آبائی عقیدے اور الٰہی دین سے نہیں بھگا سکتا۔ دنیا کی زندگی ایک خواب ہے۔ اور خواب کے لئے میں اپنی آخرت کی مسرتوں کو خاک میں نہیں ملا سکتا ہے

موت کیا ہے زندگی کا لازمی انجام ہے
موت سے ڈرنا سراسر احمقوں کا کام ہے
غم تو جب تھا کہ میں مرتا خیال خام پر
جان جیتے جی دے دیتا ہوں اسی کے نام پر

بروٹس ۔ اچھا دیکھا جائیگا ۔ لے جاؤ ان کو اٹھا کر پیتل کے کھولتے ہوئے کڑھاؤ میں ڈال دو۔

عذرا ۔ چند منٹ صرف چند منٹ ٹھہرو ۔ راحیل آخر وہ وقت آ گیا۔ جس کا مجھے انتظار تھا۔ جسکے لئے آج سو برس سے میرا دل بے قرار تھا ۔ میرے دل کے جذبات میں تلاطم برپا ہے رہتا تو دنیا اور دین دونوں میں سے کسی چیز کو پسند کرتی ہے ۔

راحیل ۔ ابا جان دکھ بیماری اور دیگر تکالیف میں بھری ہوئی دنیا کے لئے حقیقی مسرت اور جاہ و آنی سرور سے آنکھیں بند کروں
لعل کو ٹھکرا کر پتھر کو پسند کروں ؎

اس زندگی کے واسطے نہ لب پر آہ ہو
ہاں صرف ہو تو اشہد ان لا الہٰ ہو

عذرا ۔ شاباش اے میری نور العین شاباش ؎

یہ آگ تیرے واسطے باغ خلیل ہو
یہ موج نار تیرے لئے موج نیل ہو
جس وقت تیری جان تیرے تن سے جدا ہو
اس وقت تیرے ہونٹوں پہ بس نام خدا ہو

بروٹس ۔ جب اس تبدیل مذہب سے انکار ہے ۔ تو دیر بیکار ہے
جاؤ لے جاؤ ؎

تڑپ تڑپ کے مریں اس طرح ہلاک کرو
جلا دو آگ میں ان کو جلا کے خاک کرو

عذرا ۔ بروٹس اس لڑکی پر صرف اس شاداب گلاب کی کلی پر رحم کر ۔
بروٹس ۔ کبھی نہیں ۔ بس بوڑھے اگر اسکی اور اپنی جان بچانا ہے تو
بتا کہ روما کی خوفناک اور تباہ کن آگ سے میری بچی کو کس نے
نکالا اور کس نے پالا ۔

عذرا ۔ اچھا بتاتا ہوں ۔ مگر ایک شرط ہے ۔
بروٹس ۔ بول وہ کیا ہے ۔
عذرا ۔ جب میں تمام راز ظاہر کردوں ۔ تو میرے ہاتھ کا اشارہ پاتے ہی
اس لڑکی کو آگ کے شعلوں میں جھونک دیا جائے ۔ اور میرے سینے
میں بھی آبدار خنجر بھونک دیا جائے ۔

بروٹس ۔ منظور ہے۔
عذرا ۔ اچھا تو سنو۔ روما کی آتش زدگی سے دو برس پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ تم نے محض سلام نہ کرنے کے جرم میں میری بچی کو اُس کی ماں کی گود میں سے زبردستی چھین کر آگ کے تنور میں ڈال دیا تھا۔ مگر آہ ظالم خونخوار دشمن اُس وقت جبکہ روما کے گلی کوچوں میں نیرو کی لگائی ہوئی آگ سے زلزلہ انگیز تلاطم برپا تھا۔ میں تمہارے گھر کی چھت پر چڑھ رہا۔ اور تمہاری چھ مہینے کی شیر خوار بچی کو جو اپنی مردہ ماں کے سینے پڑی ہوئی دھوئیں کی گرمی سے بلک رہی تھی۔ اُٹھا لیا۔ اور اپنی اولاد بنا کر راحیل کے نام سے پالا۔
بروٹس ۔ تم نے آہ عذرا ۔ میرے مہربان عذرا تم نے نکالا۔ تم نے پالا۔
عذرا ۔ ہاں میں نے مظلوم اور کنگال یہودی نے جس کی معصوم اور بے زبان بچی کو تو نے موت کے تنور میں جلایا۔ اسی نے تیری اولاد کو خوفناک شعلوں کی لپیٹ اور تباہ کن آگ کے منہ سے بچایا۔

ستمگری سے چمن میرا پائمال کیا
قصائی تو نے میرے خون کو حلال کیا
سابک سر اگریبان میں منہ ڈال اور دیکھ
کہ تیری بیٹی کو ہے سینچ کر نہال کیا

بروٹس ۔ مگر وہ کہاں ہے۔ کون ہے
عذرا ۔ وہ ہے غور سے دیکھ۔
بروٹس ۔ کون یہ یہودن لڑکی راحیل ۔

عذرا۔ یہ دن نہیں۔ روشن زادے ہے۔ یہ میری نہیں تیری بچی پرُ فتن ہے۔
بروٹس۔ مگر اس کا ثبوت۔
عذرا۔ ثبوت چاہیئے۔ دیکھ کنٹھی اور بالا۔
بروٹس۔ آہ یہی ہے۔ یہی ہے۔ میری لختِ جگر۔ نورِ بصر۔ بچ لینا۔ آ میرے
دل کے سرور آ۔
راحیل۔ میرا باپ۔
عذرا۔ خبردار۔ وعدہ پورا کر۔ چلو اس کو آگ میں جھونک دو۔ اور مجھ مبتلا نے
محن کے سینے میں آبدار خنجر بھونک دو۔
بروٹس۔ نہیں میرے محسن عذرا۔ اب یہ نہیں ہو سکتا۔
عذرا۔ کیوں نہیں ہو سکتا۔

تیری آواز کا دِل میں نہ تھا کچھ رنج و درد
اپنی حالت یاد کر کے کھینچتے تھے آہ سرد
میری بچی بیاں کر رہے تھے اسیر ظالم و جور
جب ہوا معلوم اپنی ہے تو پھر کر کے ہو مغرور

چلو لے جاؤ۔
بروٹس۔ نہیں عذرا رحم کر۔ میرا قصور معاف کر۔ میری طرف سے اپنے دل کو
صاف کر۔
عذرا۔ آہ راحیل میری سولہ برس کی کمائی جا اپنے باپ کے دل کو
ٹھنڈک پہنچا۔
بروٹس۔ نہیں میرے بزرگ بھائی۔ چونکہ اس نورِ نظر نے جس طرح آج تک
تمہیں اپنا باپ سمجھا ہے۔ اُسی طرح عمر بھر سمجھے گی۔ اور جس
دین کے دامن میں پرورش گردان ہوئی ہے۔ اُسی میں آخری
سانس تک رہے گی۔

راحیل ۔ میرے محترم بزرگ ۔ میرے مقدس باپ جسکے تقدس نے مجھے بت پرستی سے نکال کر خدا کی توحید کے گلشن کا افتخار بخشا ہے ۔ کبھی نہ چھوڑونگی ۔ آپ کی عزت اور ہمیشہ خدمت سے منہ نہ موڑوں گی ۔

مارکس ۔ پیاری راحیل میں اپنی گذشتہ بیوفائی سے نہایت شرمسار ہوں اور جو سزا اس جرم کی دی جائے اُسے قبول کرنے کو تیار ہوں ۔

راحیل ۔ میری جان ! یہ دنیا مکار ۔ دھوکے اور فریب سے بھری ہوئی ہے ۔ میں نے تمہیں معاف کیا ۔

ڈلیہ ۔ میری عزیز بہن جبکہ تم رومن نسل اور مقدس پیشوا کے مذہب کی معزز بیٹی ہو ۔ تو پھر انصاف چاہتا ہے ۔ کہ جس ہاتھ کی میں اُمیدوار ہوں ۔ تمہارے گلوسے آبدار کا بنایا جاوے ۔ میری خوشی میں تجھے بھی حصہ دار بنایا جائے ۔

بادشاہ ہاں بالکل ٹھیک ہے ۔

عذرا ۔ شہزادی صاحبہ یہ آپ کی عالی حوصلگی کی دلیل ہے ۔

ڈلیہ ۔ بزرگ عذرا یہ سب آپ کی شرافت ہے ۔ آپ یہودی قوم کے فخر اور قابل احترام بزرگ ہیں ۔

بادشاہ ۔ چلو اب خدا کے بزرگ کے مقدس گھر میں اس نیک کام کو انجام دیا جاوے ۔

عذرا ۔ جو عالی جاہ کی مرضی مبارک

---

# سین کا ڈراپ سفر ہونا

# باب تیسرا پردہ چوتھا

## گرجا گھر

## سب کا آنا شادی کرنا

**بادشاہ**

فرخ سعید رشک سماد سمک رہو
زندہ رہو نہال رہو حشر تک رہو

**بروٹس**

خوش ایک دوسرے پہ سدا مہرباں رہو
زندہ رہو۔ نہال رہو۔ شادماں رہو

## گانا

آؤ گیاں مل گاؤیں۔ لگاویں سجن موہن کو رتھاویں، پیا جیا۔ پیا۔
میں تو پہ واروں سب جان آؤ . . . .
سجن موہن آؤ۔ آؤ۔ برہا اگن کو بجھاؤ۔
کاٹے نیناں۔ من بھاؤ۔ لبھاؤ رجیا میں بسے تورے
نین نا ہیں ہے چین سکے نارین۔ سجن گلے لگاؤ۔

## ڈراپ سین

# دریائے حیرت میں غرق کرنیوالے ہندوؤں کے مذہبی تاریخی ڈرامے

**جنگلی پھول عرف شکنتلا نامی ڈرامہ** - یعنی بھارت ورش قدیم کے عجیب غریب حالات و تہذیب و تمدن کا دل خوش کن نقشہ جسمیں فاضل ڈرامہ نویس نے رشی شکنتلا بن دیوی کی شادی کے سلسلہ میں رنگا رنگ کے پھول کھلائے ہیں۔ اور راج محل سے لیکر جنگل کی فضا تک کے سب نظارے دکھلائے ہیں رگلاب و بیلا کی گود میں پرورش پانے - ایک کماری کنیا کے دلی جذبات اور راج محل کی تربیت یافتہ راج کماری کے اندرونی حالات کو کس وابستگی سے ایک مزاج کے سانچہ میں ڈھال دیا ہے - اور گلاب کی خوشبو سے معطر تیوں پر یہ ڈرامہ لکھکر چمن مصنف نے کو کس حیرت انگیز طریق سے محو حیرت بنا دیا ہے - حجم ۰۰ صفحات قیمت ...... ۸ر

**عالمگیر غازی عرف مہاراجہ جسونت سنگھ** کہ یہ منشی وحشی صاحب کے پرزور قلم کا لکھا ہوا معرکۃ الآرا تاریخی ڈرامہ ہے جس میں خاندان مغلیہ کے آخری بادشاہوں کے ظلم و ستم اور مہاراجہ جسونت سنگھ کے دلاورانہ کارناموں کی زندہ تصویر کھینچکر دکھلائی گئی ہے - ہر اسٹیج پر اس ڈرامہ کی دھوم ہے اور ہر شخص ڈرامہ کے دلکش پلاٹ پر دلدادہ و شیدا ہے قیمت مجلد ...... ۱۲ر

**یوگ شکتی عرف سیلا جوگی** - یہ اردو زبان میں ڈرامہ منشی محشر کا تصنیف کردہ زبردست معرکۃ الآرا ڈرامہ ہے جسمیں الشوری گیان اور حسن و خوبی کی داستان ایک ساتھ بیان کی گئی ہے - زلف المشہور پریم بندھن معشوق کا قیدی ہی اپنے روحانی مشن کو بھول کر دنیا و مافیہا کے دھندوں میں غافل ہو جاتا ہے اور خدائی عبادت کے تاج کو سر سے پھینک کر تاریک ضلالت میں گر جاتا ہے - اپنے یوگ تپا ہوا اور نہ یوگ کی طاقت مگر جونہی یوگی خواب غفلت سے بیدار ہوتا ہے اپنے روحانی طاقتوں سے خبردار ہوتا ہے وہ پھر بلندی ہمالیہ پر پہنچ جاتا ہے - اور اپنی روح کو پاکیزہ طیبت بناتا ہے - بڑی دلچسپ کتاب قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ...... ۱ر عہ

# اخلاقی و تاریخی نکتہ خیال سے نہایت دلچسپ و دلکش قابل مطالعہ ڈرامے

**ڈرامہ موہنی بی اے** یہ معزز ناظرین یہ وہی قابل مطالعہ ڈرامہ ہے۔ جسپر چند دن ہوئے پریس و اخبارات میں پرزور مضامین نوعیت اور سپرٹ ڈرامہ پر لکھے گئے ہیں۔ آپ منگا کر دیکھ لیجیے۔ اور خود اچھے برے کا انصاف کیجیے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

**ڈرامہ موہنی** یہ ڈرامہ ایک سنسکرت ناٹک سے اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے اور تاریخی ڈراموں میں انتخاب لاجواب ہے۔ دو ہزار برس قبل ایک والئے حکومت نے خود اسکو سنسکرت زبان میں لکھا تھا قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳/

**جنگ جرمن** یہ ڈرامہ محشر صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہے جسمیں خونفشانی جنگ جرمن کے نظارے اور عشق و محبت کے چرچے رقم ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۸/

**مکمل ڈرامہ شریف بدمعاش** یہ ڈرامہ اپنے نام سے اپنی غیر معمولی دلچسپی ظاہر ہے۔ فی زمانہ شریف بدمعاش جو ہتھکنڈے کام میں لاتے اور خلق خدا کو لوٹنے کے لئے کس طرح بدہو جاتے ہیں۔ اس ڈرامہ میں مزے لے کر ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ظریف صاحب نے اس ڈرامہ کی تالیف سے پبلک پر بڑا احسان کیا ہے قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲/

**دست ابلیس عرف انسانی روح** شیطان اپنے بد کردار ارشد سے معصوم انسان پر کیا اثر ڈال سکتا ہے اسکا صحیح اندازہ اس مکمل ڈرامہ سے کیجیے منشی وحشت نے اسکی تصنیف میں اپنا زور قلم ختم کر دیا ہے ڈرامہ کیا ہے۔ انسان و شیطان نیکی و بدی کی خوفناک جنگ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲/

**مکمل ڈرامہ ولیش بند ہو عرف اسیر گیسو** یہ ڈرامہ ایک بنگالی ناٹک کے دلچسپ پلاٹ کا نقل اور ہر لحاظ سے قابل مطالعہ ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲/

ڈرامہ کے علمی لباس میں

قیمت ۱۲؍

# فتح حق

علاوہ محصول ڈاک

کا سبق آموز نظارہ دیکھ لو۔ یہ ڈرامہ فتح حق عرف حریص سلطان

آج تھیٹر کی دنیا میں مثل آفتاب چمک رہا ہے۔ اور منشی محمد اسمٰعیل صاحب ڈرامہ نویس کے پرزور قلم کا نتیجہ ہے یہ ڈرامہ ظالم و مظلوم کے بھیدوں کو کھول دیتا ہے اور صداقت کے علمبرداروں کو حق بتقاضا رسیدہ کے زریں اصول پر نصرت و فتح دیتا ہے۔ یہاں کے دو منبر [illegible] حرف بحرف کاغذ کی سطح پر کھینچ کر رکھ دیا گیا اور آپ اسی شوق سے منگائیں اور ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲؍

# پھولونکی ٹھکڑی

یعنی اشکوں کی پھلجھڑی

یہ دلکش رنگین فوٹو بلاک سے مزین ڈرامہ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے جس کی نسبت ایک شاعر نے لکھا ہے

زنداں چمن ہے وحشئ نازک مزاج ہوں — پھولوں کی بیڑیاں ہیں میری بیڑیاں نہیں

علمی و ادبی طور پر یہ ایک چوٹی کا لکھا ہوا ڈرامہ ہے جسے آغا سید اصغر علی صاحب اصغر قنوجی نے خون جگر کھا کر رقم کیا۔ اور ہزار ہا روپیہ کے سین سینریوں کے ساتھ مشہور زمانہ تھیٹریکل کمپنیوں نے اسے شائقین حضرات کے سامنے کھیلا ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸؍

ملنے کا پتہ

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب و پبلشرز

چوک متی سیدپور بلڈنگ لاہور